

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله والمنتهى این کتاب مستطاب تالیف مریزا سلطان احمد صاحب
معروف به آزا در سلسلہ قصیدہ و بیان ضلع گروہا میں لکھی ہوئی ہے

۱۲۹۹
مرقاۃ

بمطبع صاحب نوری الدین جو اہل خانہ جرتب و جم مالک مطبع حیدری و
صغریٰ صاحب فریالیش صاحب بایں الدین صاحب فریالیش صاحب فریالیش صاحب

در مطبع صفدر طبع شد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و نعت کے بعد احقر الموجودات و العباد و میرزا سلطان احمد آزا
 خدمت ارباب صدق و صفا اور اصحاب فہم و ذکا میں نہایت ادب سے
 گزارش کرتا ہے کہ اگرچہ دنیا میں جب قدر علوم پائی جاتے ہیں ایک دوسرے
 علم سے باعتبار غایات و بلحاظ ضروریات شریف اور ممتاز ہیں مگر ایک غور اور
 امعان نظر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض علم باعث ضرورت و بحیثیت
 غایت دوسرے علموں سے خاص اور اعلیٰ طور پر شریف اور ممتاز خیال کی جاتے
 ہیں بڑے بڑے فلاسفہ زرا اور حکیم مزاج لوگوں کے دلچسپ اور ولا و نر مناظرات
 اور مباحثات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ علم فاسل فلاسفہ یعنی علم فلسفہ
 ذہنی بحیثیت غایت و موضوع بعض علوم سے ممتاز اور شریف ہے غور سے معلوم
 ہوتا ہے کہ افراد انسانیہ کو علم فلسفہ ذہنی کی کمال ضرورت ہے کیونکہ انسانی
 ضرورتیں اور اخلاق ذہنی طاقتوں سے ہم منضبط اور وابستہ ہیں جب تک انسان
 کو اپنی ذاتی قوتوں کے حقیقی حالات اور واجبی تبدیلیات سے مہارت اور آگاہی
 نہ ہوگی تب تک اسکا اخلاق زندگی کو حاصل کرنا ایک مشکل امر ہے اخلاقی زندگی

اوسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ جب انسان اپنی اندرونی طاقتوں
 اور ذاتی جذبوں سے واقف اور ماہر ہو مٹاروس کہا کرتا تھا کہ
 انسان کیواسطے ذاتی جذبات اور ذہنی حالات کا معلوم کرنا بڑے بڑے فوائد
 اور منافع کا موجب ہے مسلمانوں کے ایک بڑے بزرگ کا قول ہے۔ من
 عرف نفسه فقد عرف ربه عرفان نفس اسلم مستلزم عرفان الرب ہے
 کہ اوس سے اوسکو صنایع کی قدرت اور حکمت ثابت ہوتی ہے یہ بات مان
 لی گئی ہے کہ صنعت سے صنایع کی حقیقت اور عظمت اور حقیقت ثابت اور معلوم
 ہو سکتی ہے گرنقش نظر ہے کوئی آتا۔ نقاش کی یاد ہے دلاتا۔ جب ہم
 کسی عمدہ اور لاجواب ایجاد کو دیکھتے ہیں تو معاً اوسکو صنایع اور موجد کی ناک
 خیالی اور تیز طبیعی اور فہم و فراست کی تصویر انہوں کے سامنے پھرنے لگتی ہے
 اگر ہم اپنی قوت متفکرہ کو ذرا بھر غور اور فکر گرنیکی تکلیف دینا تو یہ بات ایک
 اہم بار کے ساتھ معلوم ہو جائیگی کہ انسان بھی اصل میں الہی صنعتوں سے اول
 درجہ کی صنعت ہے اوسکی ذات میں جو جو پرزوں یعنی قوا اور طاقتیں رکھی گئیں
 ہیں ان سے خداوند کریم کی حکمتوں اور قدرتوں کا مقدار اور وزن معلوم
 ہو سکتا ہے جب علم منمثل فلاسفہ انسانوں کے حق میں مفہم اور مفید ہے تو مناسبت
 اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو بعض اصطلاحات اور قوانین کو سلیب عبارت
 میں جسکو ہر ایک شخص اونی توجہ سے بھی سمجھ سکے منضبط کیا جاوے تاکہ اوسکا فائدہ
 اور اشاعت بالعموم ہو پھلو میرا ارادہ تھا کہ قوت حافظہ کی بابت بحث کروں مگر کلمہ
 قوت مذکور کی بابت میرے معظّم و مکرم مولانا سید احمد شیع صاحب
 (جو گویا انسانی طاقتوں کی نسبت بحث کرنیکے اہم ترین و نیشنلوگوں میں سے
 پیشرو یا اول ہیں) ایک مستقل رسالہ شائع کر چکے ہیں اسواسطے مناسب معلوم ہوا

کہ قوت خیالیہ کی نسبت ہی بحث ہو۔ چونکہ اس کتاب میں متعدد امور کا اظہار اور بیان ہوگا۔ اس واسطے اسکے مطالب اور مقاصد پانچ باب پر تقسیم کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین اور مطلقین ضروری مقاصد پر ایک سہولت اور سلاستی کے ساتھ فائز اور کامیاب ہو سکیں۔

تفصیل ابواب حسب

متخیلہ

باب اول در بیان - تعریف و فوائد و مقام و اقسام و طاقت و معیاد و قوت

باب دوم در بیان طریق حدوث خیالات۔

باب سوم در بیان تسلسل خیالات۔

باب چہارم اون عوارض اور امراض کے بیان میں جو قوت متخیلہ پر وارد اور موثر ہو سکتے ہیں۔

باب پنجم در بیان فوائد و تدابیر استقامتی و صحت قوت متخیلہ۔

باب اول

چونکہ ہر ایک باب مختلف مقصد و ن اور بحثوں پر موضوع اور مبنی ہے اس واسطے جنیال شہیل مطالب ہر ایک باب کے مقصد و ن اور بحثوں کو نمبر وار بیان کیا جاتا ہے۔

منبر اول حکمائے منشی فلسفہ کے نزدیک قوت خیالیہ اس قوت کا نام ہے جو صورت محصلہ قوت حس مشترک کو قبول اور حاصل کرتی ہے جس مشترک اس قوت کا نام ہے جو بذریعہ حواس ظاہریہ صورت محسوسات کو حاصل کرتی ہے جو یا جب صورت محسوسہ کا استحصال موقوف اور منحصر ہے بعض طبیہوں نے قوت خیالیہ اور حس مشترک کو مراد و ن بیان کیا ہے لکن ماہرین ذہنی فلسفہ اس طرف سے اعتراض اور انکار کرتے ہیں۔ اونکو نزدیک قوت خیالیہ اور حس مشترک

باب اول

منبر اول

دو قوتیں ہیں اور ان کے حالات اور حیثیتیں آپس میں متباہن ہیں۔
 قوت جس مشترک تو وہ قوت ہے جو ظاہری حواس کے وساطت اور زور سے
 صورت محسوسہ کو حاصل کرتی ہے۔ اور قوت حیا لیمہ وہ قوت ہے کہ جو صورت محصلہ
 جس مشترک کو قبول کر لیتی ہے۔ اگر لفظ بعض اظہار یہ دو قوتیں اور طاقتیں
 مراد ہیں اور ایک ہی ہوتی ہیں تو لازم اور ضروری تھا کہ ان دو قوتوں میں فرق اور امتیاز
 نہ پائی جاتی کیونکہ شہ واحد الحیثیت میں فرق اور تمیز کا پانا جانا ناممکن ہے۔ مگر غور سے اشتراک
 کرنا پڑتا ہے کہ ان دو قوتوں میں بین طور پر فرق اور تمیز درخشاں ہے جب حواس ظاہری کی وساطت سے کسی
 صورت محسوسہ کو پاتے ہیں تو اس وقت ہم اپنے آپ میں ایک ایسی طاقت کو پہچانتے
 ہیں کہ جو حواس ظاہری کی شراکت سے اس صورت محسوسہ کو استحصال پر غرت
 اور میلان ظاہر کرتی ہے یہاں تک کہ شراکت حواس صورت یہ اس صورت کو حاصل
 کر لیتی ہے

جب یہ طاقت اپنے کام سے فراغت پاتی ہے تو ایک اور طاقت ظہور پذیر ہوتی
 ہے وہ جس مشترک کو مجبور کرتی ہے کہ صورت محصلہ محسوسہ کو مسیر سے
 سپرد کرے میں اوہ نہیں ایک خوشی سے قبول کرونگی۔ اگر قوت جس مشترک اور
 حیا لیمہ مراد ہیں اور واحد الحیثیت ہوتی ہیں تو ضرور تھا کہ یہ دو حالتیں پیدا نہ
 ہوتیں اور ان کے اوکارات اور طاقتوں کی تاثیرات ایک ہی قسم اور وضع کی
 ہوتیں۔ تب ان التواثیر متلزم ہے کہ واحد الحیثیت نہوں اگر یہ دونوں
 قوتیں ایک ہی ہیں تو کیا باعث اور وجہ ہے کہ ایک ہی دفعہ دونوں قسم کے
 خیالات پیدا اور مجتمع نہیں ہوتے پہلے ایک اور صورت پیدا ہوتی ہے اور
 بعد اسکے کچھ اور۔ اگر کوئی کہے کہ نہیں قوت تو ایک ہی ہے مگر اسکی
 حالتیں اور حیثیتیں دو ہیں۔ جیسے کپڑا تو ایک ہی ہوتا ہے مگر مختلف رنگوں

کو سبب مختلف حالتوں پر منقسم ہو جاتا ہے انقسام حالات شئی سے جو عوارضات کے لحوق کے باعث صورت پذیر ہوتا ہے یہ لازم نہیں آتا کہ شے منقسم ہو جاوے۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ انقسام حالات شئی مستلزم انقسام ذات شئی نہیں ہیں لاکن باوہ گزارش ہے کہ جب انقسام حالات شئی مستلزم انقسام ذات شئی نہیں ہو سکتی اسدطر حیر حالات متبدلہ منقسمہ فریل و رافع ذاتیات و خواصا شے نہیں قرار دی جا سکتی اگر بقول معترض صاحب یہ قوتیں بحیثیت ذات ایک اور بحیثیت حالات و وہیں تو لازم آتا ہے کہ تبدل حالات سو ذات میں انقلاب اور فرق نہ آوے۔

حالانکہ ان دونوں میں فرق پایا جاتا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونوں قوتیں بلحاظ ذاتیات اور خواص متفاوت و متعارض ہیں جب ذاتیات اور خواص میں تمیز اور سرق ثابت ہے تو ان کا واحد الذات ہونا ایک ناممکن امر ہے۔ اگر ہم بقول حضرت معترض صاحب ان ہر دو قوتوں کو بحیثیت ذات ایک اور بحیثیت الحالات دو تسلیم کر لیں تو لازم آتا ہے کہ اور قوتوں کی بابت بھی اسی توجہ اور تشریح کو ضروری اور مقدم خیال کیا جاوے اور مانا جاوے کہ قوت اصل میں ایک ہی ہے مگر بلحاظ تبدل حالات و عنایت حیثیات جدا جدا ناموں سے تعبیر اور موسوم کی جاتی ہے حسب طر حیر ہم جنالیہ اور س مشرکہ کو واحد الذات و بحیثیت قرار دیکر وہیں اسدطر حیر کہہ سکتے ہیں کہ قوت بیانیہ اور ملکیتہ اور حافظہ و عنایت ہم بحیثیت ذات ایک ہی ہیں اور من حیثیت الحالات مفار۔

طبیبوں نے اس واسطے کہ اونکو قواسمہ انسانیہ کے اصلی ماہیت اور کیفیت سے

چندان تعلق نہ تھا لاپرواہی سے حسن شرک اور خیالیہ کو وہ کھٹکتا
 مان لیا۔ مگر شکر ہے کہ منٹل فلاسفہ والوں نے اونکے اوہام اور شلوٹ
 کو ناقص اور کمزور ثابت کر دکھایا کہ کمالا یحییٰ علیٰ مرتبہ
 ادنیٰ فراسۃ۔

میں دوسرا خداوند کریم کی صنعتوں اور حکمتوں کے دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے
 کہ ہر ایک صنعت اور حکمت طرح طرح کے فوائد اور نافع سے مملو اور پورے
 قوت خیالیہ کی خلقت سے حضرت انسان کو ہر روز ہزاروں طرح کے فوائد
 حاصل ہوتے ہیں۔ گویا اسکی حیاتی اور ضروری امور کے ہضام میں پورے
 طور پر معاون اور موثر ہے اگر ان انون کو یہ مفید اور شریف قوت عطا نہ کی
 جاتی تو جو اس ظاہر کی ساری محنت اور جانفشانی برباد جاتی۔

انسان عین بابت کے بعد کسی صورت اور واقعہ کو بھی عادت خیالیہ میں نہ لا
 سکتا اور نہ کسی مفید اور غیر مفید شئی اور دوست اور دشمن میں فرق اور تمیز
 کر سکتا۔ قوت مفردہ اور متمیزہ بھی اسکی صورت میں کسی شئی میں منسوق اور
 تمیز کر سکتی ہے کہ جب قوت خیالیہ کے خزانہ میں عادت اور اسکی صورت
 خیالیہ طور پر پیدا ہو جاوے۔

اوپر کی سطروں پر منہ سے قوت خیالیہ اور حافظہ کی صورت اور کیفیت میں
 ایک اتحاد اور شریکت ذاتیہ کا شبہ پیدا ہوتا ہے معترض کہہ سکتا ہے کہ
 جب قوت متخیلہ اپنے طور پر بھی بعض صورتوں اور واقعات کو عادت خیالیہ
 میں لا سکتی ہے تو اس سے قوت حافظہ کا
 قوت خیالیہ سے سمجھنا ثابت ہوتا

یہ سچ اور ٹھیک ہے کہ قوت خیالیہ ذاتی طور پر عاودہ کبھی کبھی گزشتہ خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ لاکن اسے ہم یہ استدلال نہیں کر سکتے کہ قوت حافظہ اور وہ ایک ہیں۔ ہم قوت متخیلہ کے اس فعل اور کارروائی کو حافظہ کہہ ہی نہیں سکتے ہم کہتے ہیں کہ اصل میں ہر ایک مستم کا خیال اور واقعہ قوت خیالیہ کی قدرتی اور طبعی اکھنوں کے سامنے پڑا رہتا ہے۔ جب اس کو ضرورت ہوتی ہے فی الفور بحال لیتی ہے اس صورت میں حافظہ کی تعریف قوت خیالیہ پر صادق نہیں آتی قوت حافظہ کا یہ دستور اور کام ہے۔ کہ قوت و ہمہ کے وساطت سے مختلف معانی اور صورتوں کو جمع کر لیتی ہے اور بروقت ضرورت ٹول ٹول کر بحال لیتی ہے دیکھو جب ہمیں کبھی کسی دست یا رفیق کا نام لینا منظور ہوتا ہے تو اس مشکل اور وقت سو یاد کرنے ہیں۔

دوسرے ہم کہتے ہیں کہ اصل میں قوت حافظہ بذاتہ مختار نہیں ہے اور نہ اس میں اس مستم کی طاقت پائی جاتی ہے کہ اس کو خود مختار قرار دیا جاوے۔ وہ ایک خزانچی اور محافظ ہے۔ اس کا کام صرف اس قدر ہے کہ جن خیالات، قوت خیالیہ مشترک سے حاصل کر کے سپرد کرے ان کو نہایت نگرانی اور حفاظت سے رکھے۔ اور بروقت طلب کرنیکے حاضر کرے قوت حافظہ کو صرف اس حیثیت سے حافظہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں کہ وہ خیالات سپرد کردہ قوت متخیلہ جو مشترک کی وساطت سے حاصل ہوتے ہیں ایک حفاظت اور دیانت سے رکھتی ہے نہ اس حیثیت اور وجہ سے کہ وہ بذاتہ مختار اور مجاز ہے اس دیانت و ارمحافظ اور ٹریزری خزانچی سے جب افسر خزانہ یعنی قوت خیالیہ حسب ضرورت و الحاجت خیالات اور امور سپرد کردہ ہیں سے کوئی خیال یا امر طلب کرتی ہے تو فی الفور خدمت میں حاضر کر دیتی ہے خیالات

اور امورات سپرد کردہ کے طلب کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قوت
 خیالیہ اور حافظہ واحد الذات و الحیثیت ہوں کیا اگر کسی صنایع یا ڈسٹرک
 کا ٹریڈری افسر اپنے صنایع کے ٹریڈری کلارک یعنی خزانچی اور محافظ سے
 کسی ضرورت یا ادسکی دیانت اور امانت کی پرتال کے لئے رزرا اور رقوم جمعہ
 اور سپرد کردہ سے کوئی رقم طلب کرے یا اس سے حسب ضابطہ لے تو
 اس سے اس افسر کو ٹریڈری کلارک کہا جاسکتا ہے ہرگز نہیں۔

مذہب سوم۔

قوت خیالیہ کے مقام کی بابت مختلف اقوال ہیں مگر متفق علیہ یہ قول ہے کہ
 ہونہ ہو اس قوت کا مقر اور مقام دماغ ہے ہو اس قول کو اس دلیل اور
 حجت سے موجب اور مدلل کرتے ہیں کہ اگر اس قوت کا مقام دماغ نہ ہوتا تو ضرور
 تھا کہ ماؤفیت دماغ پر صدمہ پہنچنے سے اسے کوئی صدمہ نہ پہنچتا دماغ سے ماؤف
 نہوتی کیونکہ ایک شی باوجود عدم تعلق دوسری شی کے ماؤفیت سے ماؤف نہیں
 ہو سکتی عیان راہ بیان۔

مگر ہم روز دیکھتے ہیں گویا ایک صورت میں ہمارا ذاتی اور پورا نہ تجربہ ہو گیا
 ہے کہ جب کسی انسان کا کاسہ دماغ کسی باعث ماؤف یا منقوص ہو جاتا ہے
 تو ساتھ ہی اسکو قوت متخیلہ کے طبعی رفتار اور تیزی میں بھی ایک کمزوری یا نقص
 پیدا ہو جاتا ہے۔ اس توافق اور تناسب سے ہم خیال کر سکتے ہیں کہ قوت
 خیالیہ کا اصلی مقام دماغ ہی ہے اگر دماغ نہ ہوتا تو ماؤفیت پیدا نہوتی۔

جب کبھی دو ارکا موذی عارضہ لاحق ہوتا ہے تو اسوقت ہمارا دماغ متاؤ
 ہو کر سخت کلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی اس کے ہماری قوت متخیلہ بھی
 ماؤف ہو کر اپنے طبعی اور واجبی کارروائی سے رہ جاتی ہے برخلاف اسکے

جب ہمارا کوئی عضو متاثر ہوتا ہے تو ہماری قوت متخیلہ کے طبعی اور جسمی
کارروائی میں زیادہ نقصان عائد نہیں ہوتا یہ سب باتیں دلالت کرتے
ہیں کہ ہونہ ہو اس قوت کا مستام و مانع ہی ہو۔

قوت خیالیہ کے طبعی صورت اور ہیت کے بارے میں بھی مختلف خیالات ہیں
اس بارہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب قیاسات اور دوراندیشی پر ہے
یعنی ہے کیونکہ اوسکی ہیت اور صورت مخصوصہ مری نہیں ہے بلکہ اوسکی
طاقوتوں اور تاثیرات سے قیاس کی گئی ہے۔ کسی حکیم نے اس بارہ میں
کوئی کافی و وافی دلیل بیان نہیں کی مان لخص قیاسات قرین صحت معلوم ہو
ہیں۔ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ قوت مذکور غالباً ایک کارٹھے شہرہ
کی مانند ہے جسوقت اوسپر مشترک کے مدد اور عنایت سے محور سے

عمل کرتے ہیں تو باعث لیس دار اور کارٹھا ہونے کے چپان ہو جاتا ہے
یا یون کہو کہ قوت متخیلہ ایک نہایت ہی صاف اور لطف پانی کی طرح ہے
جو صورتیں یا واقعات اوسکے سامنے آتے ہیں اوسکی ذاتی صفائی اور لطافت
کے سبب منعکس ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ صورت یا اشکال یا امور

منعکسہ قائم بالذات نہیں ہوتے جب صورت یا اشکال یا آلہ انعکاس مہیا یا
جاوے گا سب کچھ معدوم ہو جائیگا۔ مگر قوت خیالیہ میں جو صورت یا اشکال
منعکس ہوتے ہیں قائم رہتے ہیں کیونکہ کرنا جاوے کہ قوت متخیلہ

یا پانی کی طرح صاف اور لطیف ہے۔ جواب اس کا یہ ہے۔ (الف) ہماری

مراد لطافت اور صفائی سے اس قسم کی کمزور صفائی مراد نہیں جو پانی یا شیشہ

کی طرح صورت منعکسہ کو قائم اور ثابت نہ کر سکے بلکہ ایک ایسی لطافت مراد ہے

جو بذاتہ باوجود کارٹھا ہو نیکی لطیف بھی ہو اور اوس میں ایک ایسی شش

اور طاقت ہو کہ امور خارجہ اور صورت منکسہ کو ایک مدت تک قائم رکھ سکے۔
 ب در صورت مان لینے اس امر کے کہ قوت حیا لیبہ پانی یا آئینہ کی طرح ہے
 کوئی نقص اور قباحت لازم نہیں آتی اس واسطے کہ قوت حیا لیبہ صورت کو قبول
 کر کے حافظہ کے سپرد کر دیتی ہے جیسا آئینہ میں جب کوئی آدمی کسی صورت کو
 دیکھتا ہے تو آئینہ اس صورت کو منظر کے حوالہ کر دیتا ہے گویا اس کے
 منصبی فرض تحویل ہے۔ دیکھو پانی کے اوپر سے جو کوئی پرند اڑتا جاتا ہے
 تو اس کا عکس ضرور ہی پانی میں پڑتا ہے اگر کوئی شخص اس موقعہ پر پانی کو کنارہ
 پر کھڑا ہوگا تو ضرور اس عکسی صورت سے اپنی دل میں ایک شکل اور صورت
 قائم کر لے گا گویا پانی کا نقش سریع الزوال تھا مگر اس کو منظر کا تصور اور خیال
 تو محکم اور استوار تھا اسی طرح پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بقول معترض صاحب کے
 اگر اس امر کو مانا بھی جاوے کہ قوت حیا لیبہ کو پانی سے منسوب کرنا بیجا تو ہے
 اور محکم میں منسوق آتا ہے تو بھی کچھ نقصان نہیں گو قوت مذکور بقول معترض
 صاحب بذاتہ سریع الزوال ہے مگر اس کی محافظہ قوت حافظہ تو زور آور اور
 قائم بالذات ہے۔

ج معترض صاحب کا یہ فرمانا کہ در صورت تناسب آبی لازم آتا ہے کہ قوت
 حیا لیبہ امور محصلہ کو قائم نہ رکھے ایک خوش فہمی اور سینہ زوری ہے۔
 قائم رکھنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اپنے طور پر اپنی ذات میں جمع کرے کہے
 بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنی نگرانی سے قوت حافظہ کی حفاظت میں قائم رکھے کسی
 دوسری قوت کی حفاظت اور واجبی نگرانی میں خیالات کا قائم رکھنا اور اپنے طور
 پر بھی نگرانی کرنی گویا ایک ذاتی حفاظت ہے۔

مستہ پارم

واضح ہو کہ قوت خیالیہ کے علی العموم دو قسمیں ہیں تخیل اور تخیل
لفظ تخیل کے لغوی معنی خیال کرنے کے ہیں اور اصطلاح حکما و منہل فلاسفہ
میں قوت خیالیہ کے ایک ایسے طریق عمل کا نام ہے جو معقولات اور مری اور غیر
مری امور اور واقعات سے وابستہ اور متعلق ہوئے قوت تخیل کے ان
خیالات کا نام ہے جو ذہنی طور پر پیدا ہوئے ہوں۔

عام اس سے کہ اور کی ابتدائی جز میں اور حالت معقولی ہو یا محسوسی مری ہو یا
غیر مری۔ لفظ تخیل کے لفظی معنی خیال میں لانے کے ہیں اور اصطلاح
حکما و منہل فلاسفہ میں قوت خیالیہ کے اس حالت کو کہتے ہیں جو محسوسات
اور مری شیئوں اور امور سے متعلق ہو تخیل اور تخیل۔ میں بہت فرق
ہے۔ تخیل صرف عقلی اور ذہنی اور اکات سے ہے متعلق ہوتی ہے
اور تخیل صور اور امور محسوسہ سے۔ مندرجہ ذیل تخیل کے پڑھو سے
ان دونوں میں فرق معلوم ہو سکتا ہے تخیل۔

فرض کرو کہ ہم نے ایک ایسی کل ایجاد کی جو دنیا میں راجح اور مستعمل نہ تھی اور کبھی
ہم نے اس کل کا نام تک نہ سنا تھا ایسی اور الوجود کل کا پیدا ہو
جانا اس بات پر منحصر نہیں کہ ہم نے اس کو قبل از پیدا ہونے کے کبھی دیکھا یا سنا تھا
صرف اس امر پر موقوف ہے کہ ہماری قوت تخیل نے عقلی طور پر ایک عجیب اور
ناور خیال کو پیدا کر کے ایک نئی بات ایجاد کی۔ جس کا۔ دنیا میں وجود نہ پایا جاتا
تھا۔ تخیل فرض کرو کہ ہم نے ایک شخص سے سنا یا کسی کتاب میں
پڑھا یا اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ فلان یورپین نے فلان کل ایجاد کی اور اس کو
ہمارے دل میں جو اس شخص کی وساطت سے ایک نیا واقعہ پیدا ہو گیا اور ہماری
قوت خیالیہ نے اپنے طبعی خزانہ میں داخل کر لیا یعنی

اپنے خیالی خزانہ میں لے لیا۔ پھلی متشیل تختہ پیل کی حالت
 ظاہر کرتی ہے اور دوسرے تختہ پیل کے تختہ پیل باعتبار حالات دو قسم پر
 منقسم ہے۔ تختہ پیل عقلی۔ تختہ پیل حسی۔ شوق اولے وہ ہے جسکی حالتیں صرف
 عقل سے بے منضبط ہوں۔ جب کسی شخص کا کسی نئے خیال کا پیدا کرنا
 شوق ثانی وہ ہے جسکی ابتدائی حالت امور یا صور محسوسہ سے شروع ہوتی ہو
 اور اس کا نتیجہ معقولات پر ختم ہو مثلاً آفتاب کو بذریعہ حس باصرہ دیکھنا
 اور پہر اوسکی بابت عقلی طور پر نادرنا و خیالات کا پیدا کرنا۔

تختہ پیل پانچ قسم پر ہے۔ بصریہ۔ شامیہ۔ سامعیہ۔ ذائقہ۔ لامہ
 شوق اولے وہ ہے جو قوت باصرہ سے متعلق ہے جسکی جابجور یا آدمی
 وغیرہ کو دیکھ کر اوسکی محسوسہ صورت کو خیالی خزانہ میں لے آنا۔
 شوق ثانی وہ ہے جو قوت شامہ سے مربوط ہے جسکی ہول کا سوکھنا اور
 اوسکی محسوسہ حالت کو خیالی میں منتقل کر لینا۔

شوق ثالثہ قوت سامعہ سے وابستہ ہے جسکی راوی یا منظر سے کسی موجود
 یا گزشتہ واقعہ کو سننا اور اوسکی مسموعہ حالت کو خیالی خزانہ میں جمع کر لینا
 شوق قوت ذائقہ کی حالت کا نام ہے جسکی چیز کا چکھنا اور مزہ معلوم کر
 قوت خیالیہ کو اوس سے مانوس بنانا۔

شوق چہمہ۔ قوت لامہ سے متعلق ہے جسکی کسی شوق یا حالت شوق کو بذریعہ
 لمس معلوم کرنا اور اوس کو قوت خیالیہ میں جگہ دینا یعنی حالت لمسہ کو خیالی بنانا
 مہذبہ

قوت متخیلہ کی طاقت بہت وسیع ہے اور طبعی طور پر اوس میں سفندر اور ہیا
 جوش پایا جاتا ہے کہ جسکی تمام محسوسات اور معقولات کی بابت نادرنا و

تو اس وقت اس خیال کی بابت ہم کو تئیں نہیں ہوتی کہ غلط ہے یا صحیح۔ خیال پیدا کرنے کے بعد ہم اس خیال کو عقل کے آگے ثبوت عقلی یا صحت کے لئے پیش کرتے ہیں عقل خود بخود وٹسی صورت میں خیالات کو پیدا نہیں کرتے حج کا فرض اور عمل مضہبی نہیں ہے کہ خود دروازہ میں کھڑا ہو کر عرضتین اور سوالات کے قوت خیالیہ عقلی عدالت کا دروازہ اور ارڈرلی ہے کوئی شخص بلا حسم و توجہ ارڈرلی حج کے پیش نہیں ہو سکتا۔

سوائے دو تین صاحبوں کے اور سب حکیموں نے قوت خیالیہ کو دو وقتوں کے خیالات کے پیدا کرنے والی تسلیم کر لیا ہے۔ عقلی خیالات کے پیدا کرنے سے یہ مراد نہیں کہ اونکو عقل کے موافق بناتی ہے بلکہ یہ کہ متن تبدیل عقلیات پیدا کر کے عقل کے سپرد کر دیتی ہے تا کہ اونکی صحت اور تفتیح ہو جاوے۔ قوت خیالیہ کی طاقت عوارض اور امراض کے لحوق کے باعث تبدیل بھی ہوتی رہتی ہے چوتھی باب میں اسکا مفصل حال لکھا جائیگا۔

جو انون بوڑھوں اور لڑکوں کے خیالی طاقتوں میں فرق ہوتا ہے۔ کبھی کر کے جو ان آدمیوں کے خیالی طاقتیں نسبت بوڑھوں اور لڑکوں کی زور آور وسیع ہوتی ہیں۔ بوڑھوں کا دماغ متخلخل اور کم زور ہو جاتا ہے اس واسطے اونکی خیالی طاقتیں بھی ضعیف ہو کر اپنے طبعی زور اور تیزی کو چھوڑ دیتے ہیں مگر بعض بوڑھی اور بوڑھوں کی نسبت بوڑھاپے میں بھی خوب خیالات پیدا کرتے ہیں۔ ضعیف سن لڑکوں کے خیالی طاقتیں اور تاشیریں اس واسطے ضعیف اور کم زور ہوتے ہیں کہ اونکی خیالی قوتوں کا مغز ایام طفولیت میں منجذب اور گاڑا نہیں ہوتا اس باعث انہیں خیالات کی کمی رہتی ہے قوت متخیلہ کی کمی کی بابت حکیموں نے بڑی بڑی دلائل پیش کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ ابتدا

عمر سے اخیر عمر تک قائم رہتی ہے۔ ان اعضاء میں فرق ہو جاتا ہے کہ مرد
سین کے نسبت ابتدائی حالتوں کے آخری حالتوں میں ایک نقص اور کمزوری
پیدا ہو جاتی ہے سو یہ حالت اس امر کی مستلزم نہیں کہ قوت مذکور کی مدامت
اور بقا سے سوا کچھ کیا جاوے اور نقص سے اور حالت کا نام سے اور نقص ان شئی اور
حالت کو کہتے ہیں۔ اگر ہم عمور کریں گے تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ قوت
خیالیہ تا دم مرگ انسان کے ساتھ باقی اور قائم رہتی ہے اگر کوئی مرد عالم
عقبی سے واپس آتا تو معلوم ہو جاتا کہ انسان کو وقت نزع میں ہی جو گویا انسانی
کلیفوں کا آئینہ اور ختم ہوتا ہے کئے ایک مستم کو خیالات نزعہ کر لیتے ہیں۔

حسب طبع انسان از روی تلباع متخالف اور متضاد ہیں اسدب طبع حیرت انگیز خیالات
معنائی و متفاوت ہیں ساری انسان کے قوت خیالیہ ایک ہی مستم کی کشش اور طاقت
ہیں کہتے ہیں میں متضاد اور متفاوت ہیں انسان کی خیالی طاقتوں کا متفاوت
ہونا بڑے بڑے فائدوں کا موجب ہے اگر ساری انسانوں کی خیالی طاقتیں
ایک سانچہ کی ڈہلی ہوئی ہوئیں تو یقیناً دنیا کا انتظام نہ چلتا مختلف علوم اور
عجائبات کا مروج اور پیدا ہونا تفاوت خیالات کا ہی باعث ہی اگر سب خیالی طاقتیں
ایک ہی ڈھنگ اور مستم کی ہوئیں تو انکو خیالات بھی ایک ہی مستم کے ہوتے
کیونکہ اشیاء واحد الذات والحدیثیت کے خیالات کا ایک ہونا ضروری ہے
انسان کی خیالی طاقتوں کا تفاوت اور تغائر معلوم کرنا کوئی وقت طلب بات
نہیں ہے ایک ادنیٰ غور سے معلوم ہو سکتا ہے۔

دوسٹو ونٹ ایک بے کتاب یا آرٹیکل کو چٹھتے ہیں مگر معانی اور نتائج کی بابت نو
کے خیالات معائر ہوتے ہیں۔

یہ تغائر اسبواسطہ ہے کہ ان کی خیالی طاقتیں آپس میں معائر اور متفاوت ہیں۔

بائبل دوم

حکیم مٹاروس اور بالزناک کا قول ہے کہ خدا کی ہر ایک پیدائش اور مخلوق ایک نہ ایک قاعدہ اور اصول پر موصوفہ ہے۔ اور ہر ایک مخلوق رولز یعنی قاعدہ پر ہی اپنی ضروری اور وہی امور کو انجام دیتی ہے گو یا ہر ایک شے کی فطرت اور مشرت میں رولز پر چلنے کی طاقت اور خاصیت ڈالی گئی ہے۔

انسانوں کی قوت خیالیہ بھی قاعدہ کے اقتدا سے ہی اپنے طبعی خزانہ میں عقلی اور حسنی خیالات جمع کرتے ہی بقاعدہ اور اس سے بھی کچھ نہیں ہو سکتا اگر ہم اپنی آنکھوں کو بند کر کے پڑے ہیں تو وہ خیالات جو بذریعہ قوت باصرہ منتقل ہوتے ہیں خواب میں بھی نظر نہ آویں۔

مبدا اول

بالعموم ہر ایک انسان کے قوت خیالیہ دو طرح پر خیالات پیدا کرتی ہے ایک بذریعہ حواسِ خمسہ جو امور خارجہ سے متعلق ہوتے ہیں۔ اور ایک بلاذریعہ حواسِ خمسہ جسکو عقلی یا وہی بولتے ہیں۔ جبکہ خارج میں مطلقاً اثر اور نشان بخشنے پر تیار۔

جب کوئی آدمی بذریعہ حواسِ خمسہ حواسِ خمسہ اور امور خارجہ پر نظر یا غور کرتا ہے عام اس سے کہ وہ نظر یا غور کسی حواس سے متعلق ہو تو اسکی قوت خیالیہ میں بذریعہ مشترک ایک خیال منتقل ہو جاتا ہے اور وقت قوت خیالیہ خیال کے قدر اور حیثیت کے مطابق عمل کرتی ہے بہت سے خیالوں کو قوت مذکور اپنے طور پر ناقص یا کم زور جانکر چھوڑ دیتی ہے اور بہت سے خیالوں کو مضبوط اور زور آور سمجھ کر قوت عقابہ کے سپرد کر دیتی ہے ایک حکیم صاحب کا قول ہے کہ قوت متخیلہ بذاتہ امور محصلہ میں کسی مستم کی تمیز اور فرق نہیں کر سکتی۔ لکن میں اسکے مخالف ہوں میرے خیال میں قوت خیالیہ بذاتہ جزوی طور پر

تمیز اور افتراق کی چاشنی رکھتی ہے اور زمین موجود ارضی اور صانع ابدی نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ایک ایسا بھی پرزہ جڑ رکھا ہو کہ جسکی گردش سے حیالات محصلہ میں جزوی طور پر فرق اور تمیز ہو سکتی ہے جسوقت انسان صور محسوسہ میں سے کسی صورت کو دیکھتا ہے اسوقت ایک تھوڑی سی تمیز ہو جاتی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ تمیز کسی معاملہ میں رازنی کو کافی ہوتی ہے اسکو کچھ سہو کار نہیں۔ مدعا یہ ہے کہ قوت خیالیہ میں بھی بہت تھوڑی اور کم تمیز ہوتی جاتی ہے بہت سی حیالات ہیں کہ قوت خیالیہ اسکو لفور تھیلر دکر دیتی ہے اس تروید و ثبات ہوتا ہو کہ ضرور قوت مذکورہ جبراً مدرک اور متمیز ہے قوت خیالیہ کی تمیز کوئی عمیق تمیز نہیں ہے بلکہ وہ ایک طبعی خاصہ پورا ہوتا جاتا ہے بہت سے امور اور صور محسوسہ میں کہ قوت خیالیہ اور اول کو بڑی خوشی اور زور سے جذب اور جلب کرتی ہے اور حفاظت کے واسطے قوت حافظہ کے سپرد کر دیتی ہے اگر کوئی کھے کہ جب قوت خیالیہ متمیز ہے تو اس میں قوت عقلیہ کی خصوصیت اوڑ جاتی ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ قوت مذکورہ کی جزوی تمیز سے عقل کی خصوصیت میں کوئی منسوق نہیں آتا اور صورتیں عقلی خصوصیت میں فرق اور کم زوری انیکا اندیشہ تھا کہ جب قوت خیالیہ کو بطریق تامہ متمیز ترار دیا جاتا۔ دوسرے وہم کہتے ہیں کہ قوت خیالیہ کا جزوی طور پر تمیز ہونا ایک فطرتی اور ضروری امر ہے اگر قوت مذکورہ جزوی طور پر بھی متمیز ہوتے تو سید القوامی یعنی قوت عقلیہ کو کمال تکلیف اور وقت ہوتے ایک ہی خیال کے دیکھتے اور چہاٹو مدت گزر جاتی جس طرح حج کے ارڈرلی یعنی عرضیان اور سوالات لینے والا کا خواندہ ہونا ضروری اور لازمی ہے اسطرچہ عقلی حج کے کلارک کا جزوی طور پر متمیز ہونا چاہی

اور ضروری ہے آپ لوگوں نے انگریزی عدالتوں میں دیکھا ہوگا کہ جب کسی محشر کا کلارک یا آرڈر لی مستغیثوں کے سوالات اور عرضیاں لیتا ہے تو اوہنیں سے عرضیوں کا عنوان اور غائت دیکھ دیکھ کر بعض سوالات کو جج کے روبرو پیش کرنے کے واسطے رکھتا جاتا ہے اور بعض کو اشٹامپ کی کمی یا کسی اور نقص کو باعثِ ناپس دیدیتا ہے۔

صبطرح محشریوں کے کلارک اور آرڈر لی جزوی اختیار رکھتے ہیں اسبطرح ہر عقلی محشریٹ کا دیانت دار اور ہوشیار کلارک قوت حیا لیہ بعض حیالات کو قابلِ پیشی نہ سمجھ کر واپس سینور و کر دیتا ہے۔

جب جو اس حمنہ کے ذریعہ اور وساطت سے قوت حیا لیہ صورت محسوسہ کو خیالی خزانہ میں جمع کر لیتی ہے تو اوہنیں سے تدریج ایک ایک خیال عقل کے آگے پیش کرتی جاتی ہے اور حیالات منظور شدہ عدالت عقلیہ کو محافظ حیالات یعنی قوت حافظہ کے سپرد کر دیتی ہے۔ اور جن حیالات کو عقلی عدالت منظور نہیں کرتی اونکو بذریعہ قوت نائسہ زائل اور وور کر دیتی ہے چونکہ قوت حیا لیہ کو تین تمام کاما وہ حاصل نہیں ہونا اس واسطے بہت دشمن غلطی اور لغزش بھی کہا جاتی ہے جس کو عقلی طاقت درست اور صحیح بناتی ہے۔ جب قوت خیالی کے طبعی خزانہ میں بذریعہ حواس حمنہ صورت محسوسہ اور امورات خارجہ داخل ہوتے ہیں تو اس وقت قوت مذکور کے معنی میں ایک جوش یعنی اوبال پیدا ہوتا ہے اور اس میں تمام حیالات اوبلتے ہیں یعنی اون تمام صورتوں اور امورات کی بابت قوت حیا لیہ ایک غور اور نظر کرتے ہوئے عمدہ کنایات سے کہ جب کسی امر کی بابت دل سے غور کی جاتی ہے تو انسانی طاقتوں میں ایک جوش

پیدا ہو جاتا ہے جو تمام صورتوں اور امور کو اپنی اولیٰ ہوتی ہوئی حالت
 میں ملا لیتا ہے اس جو شس سے دو باتیں حاصل ہوتی ہیں ایک یہ کہ
 جزوی طور پر صورت مدخولہ کی بابت تمیز ہو جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ خیال در
 خیال کی صورت نکل آتی ہے اور حالت حسیہ سے حالت عقلیہ بن جاتی ہے
 جو اس حمنہ قوت خیالیہ کے اول درجہ کی غمخوار اور موتدین سچ پوچھو تو انہیں
 حضرات کی توجہ سے خیالی خزانہ میں ہر ایک قسم کے خیال کی آمد رہتی ہے
 گویا یہ جو اس ہر ایک وقت قوت خیالیہ کو حشر اج اور محاصل دینی میں
 اور اسکی طبعی خزانہ کو پور رکھتی ہیں جو اس حمنہ بذریعہ حس مشترک
 خیالات کی مدد کرتے ہیں مگر اصل میں پورے تا بعد از اور موتدین
 حس مشترک گویا ایک محصل اور منبر وار ہے جو جو اس حمنہ کے فرمان
 بردار اسامیوں سے واجبی محاصل وصول کر کے خیالی گورنمنٹ کو خزانہ میں
 داخل کرتا رہتا ہے۔ جو اس حمنہ میں سے جب کوئی جو اس حمنہ آ یا کلاً
 مادون یا مقوم ہو جاتا ہے تو بقدر اسکے قوت خیالیہ بھی مادون او
 مقوم ہو جاتی ہے قوت خیالیہ اس واسطے مادون اور تقسیم الحال ہو جاتی ہے
 کہ اسکو روزمرہ کی آمدنی اور غذا سے جواب ملجاتا ہے جس سے وہ
 مانوس اور مرغوب ہوتی ہے۔ اگر قوت سامعہ معدوم یا منقوص ہو جاوے
 تو قوت خیالیہ میں اعلیٰ درجہ کی ابتری اور بیرونی پیدا ہونیکا احتمال ہے
 بہت سے اس قسم کو صورت اور امور ہیں کہ جبکی صحت اور حصول قوت سامعہ
 کی صحت اور سلامتی پر منحصر ہے وہ لوگ جبکی قوت سامعہ بالکل یا کسی قدر مادون او
 ناقص ہوتی ہے عموماً اونکے خیالات سمعی میں بہت کم ہوتے ہیں بعض تو قطعاً خالی جاتی
 جس طرح جو اس ظاہر یہ جداگانہ خواص اور حیثیات پر منقسم ہیں اسطرح

پر جو جو خیالات اونکی مدد اور وساطت سے پیدا ہوتے ہیں منفرد اور منقسم ہیں جو خیالات قوت سامہ کی مدد اور شرکت سے پیدا ہوتے ہیں یعنی خیالی خزانہ میں لائی جاتے ہیں وہ اور قوتوں کے ادراکات اور امورات سے جدا اور الگ ہوتے ہیں یہ خسران اس واسطے ہے کہ ہر ایک قوت اپنی حیثیت اور خواص میں دوسری قوتوں سے متفاوت ہوتی ہے صورت خسران خواص و حیثیت مستلزم ہے کہ ادراکات میں بھی خسران اور تمیز ہو۔ بعض اوقات ایک ہی آن میں ایک ہی قسم کے خیالات جو اپنی حقیقت اور ذات میں متفاوت اور متخالف ہوتے ہیں خیالی خزانہ میں منتقل ہوتے ہیں۔

یہاں پر ایک خدشہ اور شبہہ واقع ہوتا ہے یہ کہ امورات اور صورت متفاوت احوثیات ایک ہی آن میں کیونکر ایک قوت میں جمع ہو جاتے ہیں جو اب اس کا یہ ہے کہ امورات متفاوت احوثیات کا خیالی خزانہ میں آن واحد و اسل یا جمع ہونا مشکل اور ناممکن نہیں ہے۔ قوت جس مشترک جسکو محصل امورات اور مدخل صورت کہنا چاہئے جو جو امورات اور صورتیں جو اس ضمنہ سے حاصل کر کے قوت خیالیہ کو دیتی ہے وہ سب کچھ ایک طبعی خزانہ میں جمع ہو کر سب نسبت و رت صرف ہوتی جاتی ہیں خزانہ میں ایک ہی قسم اور وضع کا سکہ نہیں ہوتا کوئی سیطرہ کا اور کوئی سیطرہ کا۔ یہ بات تجزیہ و ملاحظہ چکی ہے کہ قوت خیالیہ اکثر کر کے اپنے طبعی جذب اور شش سے ایک مدت کے بعد گئی گزری صورت اور امورات کو عاودہ پیدا کرتی ہے یہ صورت اسطرچہ پر ظہور پذیر ہوتی ہے کہ جب قوت خیالیہ اون خیالوں اور صورتوں کو جو بذریعہ قوت

حسن مشترک حاصل کئے ہوتے ہیں اور ہمیشہ اوسکی طبعی انجھون کے
 رو برو دہرے رہتے ہیں غور سے دیکھتی ہے تو جب زوی طور پر
 اوسکے گاڑھے مغز میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے اس جوش کو پھپھکا
 قوت حافظہ جو خیالات اور صورتوں کی محافظ اور محاسب ہوتی ہے
 اور دل سے قوت خیالیہ کی اطاعت کرتی ہے اوس صورت اور خیال کو
 گہ جس کی حالت سے خیالی جوش مطابق ہوتا ہے نکال کر قوت خیالیہ کو
 پیش کر دیتی ہے خدا نے قوت خیالیہ اور حافظہ میں ایک ایسا لازوال تعلق اور
 رابطہ رکھا ہے کہ ایک کی حالت ضروریہ کی حسب دوسرے کو فی الفور
 ہو جاتی ہے ایک صاحب سوال کرتے ہیں کہ جب قوت خیالیہ
 قوت حسن مشترک کی مدد سے امور خارجہ اور صورت محسوسہ کو خیالی
 حشرانہ میں جمع کرتی ہے تو اون صورتوں کو قوت حافظہ اپنی ذاتی
 کشش اور شوق سے جذب اور حلیب کرتی ہے کہ یا قوت خیالیہ
 ہی اپنے طور پر سپرد کر دیتی ہے۔

جواب اس سوال کا یہ ہے کہ قوت خیالیہ اپنے طور پر صورت محسوسہ کو اپنے
 حشرانچی یعنی قوت حافظہ کے سپرد کر دیتی ہے اور قوت حافظہ
 اون کو ایک طبعی تقاضا سے اپنے متابو میں لے آتی ہے۔
 قوت حافظہ کا منجذب اور منجلب ہونا ایک اور
 قوت کی مدد سے اور زور سے ہے جس کو قوت شائقہ اور
 ضروریہ کے نام سے متعجب کرنا اسنب معلوم ہوتا ہے خداوند
 کریم نے قوت شائقہ یا ضروریہ ہر ایک انسان کو دی رکھی ہے
 اگر یہ قوت قوت حافظہ کو خیالات کے ازبر کر نیکاشوق۔

نہ دلائے تو قوت حافظہ کبھی بھی خیالات کی حفاظت نہ کرے۔
 ایک یورپین فلاسفر کہتے ہیں کہ یہ قوت یعنی شائستگی کو باقوت
 خیالی کی طرف سے قوت حافظہ کے نام ایک واجب
 التعمیل پروانہ ہے جسکی مدد و رسد سے قوت حافظہ خیالات کو اپنی
 طرح سے اپنی نگرانی اور حفاظت میں رکھتے ہے شائستگی کے مقابلہ میں
 ایک اور ضروری قوت ہے جس کو قوت راویہ یا ناسرہ
 کہتے ہیں۔ اس قوت کا یہ خاصہ ہے کہ قوت حافظہ کو جس
 نے طرح طرح کے خیالات اور امور یاد رکھے ہوتے ہیں بعض
 خیالات اور امور کے چہرے دیکھنے پر مجبور کرتی ہے وہی
 فلاسفر اس قوت کی نسبت خیالی کہتے ہیں کہ یہ قوت قوت
 خیالی کی طرف سے ایک دوسرا پروانہ جاری ہوتا ہے
 جس میں قوت حافظہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ بعض امور توں اور خیالات
 کو حسب احتیاج پروانہ ہذا ترک کر دو۔ ایک نازکی خیالی حکیم نے
 قوت شائستگی اور ناسرہ کے نہایت ہی موزوں اور دلچسپ تصور
 کھینچے ہیں اوس دلچسپ اور خوب لطیفیت تصویر کے
 دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قوت شائستگی بڑی شوق سے ہنڈہ
 پیشانی امور کے تصویر کو دیکھ رہی ہے اور انکو پرتال کے
 بعد ایک سلیمت اور شوق سے حافظہ کی سپرد کرتی جاتی ہے
 اور قوت نافرہ اوسکی مقابلہ میں نہایت غور اور نظر سے امور کو
 دیکھتے ہی۔ اور قوت حافظہ کو متنبہ کرتی جاتی ہے کہ اس کو
 یاد رکھیو اور اسکو ترک کر دیجیو اوسکے مقابلہ میں قوت حافظہ کے

تصویر کھینچ کر ظاہر کیا ہے کہ وہ ان دونوں قوتوں کے روبرو ایک
 فرمانبردار غلام کی صورت میں کھڑی ہے اور اس کے عنیب چہرہ
 سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی حکیم کے انتظار میں دست بستہ
 حاضر ہے ڈاکٹر کلارک نے ان قوتوں کی جو تصویر کھینچی
 نہایت ہی دلچسپ اور موزون ہے اور انہوں نے ایک مختصر
 کچھری لکھ بنا کے ایک کرسی پر قوت حنیالیہ کو بٹلر تین حج بٹھا کر سنا کر
 اور اسکی قوت حافظہ کو کتہرا کیا ہے اور ہر دو پہلوؤں میں قوت شائقہ
 اور نامنسرہ کو بٹلر محسوس پران پیشی جبکہ دی ہے قوت حنیالیہ جو ایک
 حج ہے حران کو حنیالی کاغذات دیتا جاتا ہے اور ان سے ایک
 محرر الموسوم بہ شائقہ۔ قوت حافظہ کو جو گویا دفتری ہے مندروری
 ضروری احکام کی محافظت اور یاد کرنے کی تاکید کرتا ہے اور
 توجہ دلاتا ہے کہ بڑی دیانت اور ہوشیاری سے ان احکام مجریہ عدالت
 حنیالی کو یاد رکھو۔ جب شائقہ کا عمل ختم ہو جاتا ہے تو دوسری
 طرف کا محرر نامنسرہ قوت حافظہ کو توجہ دلاتا ہے کہ ان احکام مجریہ عدالت
 حنیالی مندرجہ سائل باب میں سے ان سلموں اور ہمد ایوں کو
 منسوخ کرو و کیونکہ عدالت حنیالی میں سے ان کی تسخیر کے واسطے
 ایولر جاری ہو گیا ہے قوت حنیالیہ نامنسرہ کا حکم واجب التعمیل سنکر
 اوسے وقت ہدایات اور احکام منسوخ شدہ کو فائل باب سے سناج کر
 دیتی ہے۔ اور ان کی حکم پر ان ہدایات اور احکام کو جو نئے
 سر کمیولر یا ایکٹ میں پاس ہوئے ہیں سب دیتی ہے ڈاکٹر
 کلارک نے اپنے رسم میں قوت حافظہ کو ایک دیانت دار محافظ

اور دستری و تیرا دیا ہے جس کی یہ ڈیوٹی ہے کہ احکام اور
ہدایات مصدرہ حینالی عدالت کو ایک حفاظت سے رکھتے۔

ممبر دوم

بس طرح پر قوت متخنیلہ بذریعہ قوت حس مشترک مختلف امور اور
امور ات کو اپنے خزانہ میں جمع کر لیتی ہے اس کی طرح ہر بلا ذریعہ قوت
حس مشترک بعض خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اور میں ایک ایسی شش
اور طاقت رکھی گئی ہے کہ اس کی وساطت سے اون نامور اور عجیب
خیالات پر کامیاب ہوتی ہے کہ جنکو قوت حس مشترک سے
کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا۔ اس قسم کے خیالات بالعموم دو قسم
پر منقسم ہیں ایک وہ کہ جن کو قوت حس مشترک سے اسلا
نسبت اور علاقہ نہیں ہوتا۔ اور ایک وہ جسکی ابتدائی صورت
حس مشترک کی شراکت سے پیدا ہوتی ہے اور اخیر معقولات
پر بارستا ہے۔ انسانی قوت حینالیہ میں ایک ایسے
اور غنیس اور زور اور طاقت اور شش رکھی گئی ہے کہ بعض وقت بلا
مدد حس مشترک طبعی طور پر خیالات مفیدہ کے پیدا کر ڈیوٹی
دیتی ہے اور وقت کہ جب انسانی قوت متخنیلہ اس غنیس طاقت
کو پورا کرنا اور کام میں لانا شروع کرتی ہے اس کی طبعی
حالت اور صورت میں ایک تعمیر اور تبدل پایا جاتا ہے یہ تعمیر و
تبدل اس واسطے پیدا ہوتا ہے کہ کثرت حینالیہ سے قوت
متخنیلہ کو ایک اذیت اور تکلیف پہنچتی ہے اس سبب اسکی حالت
تبدیل ہو جاتی ہے۔ عتلی خیالات کو قوت متخنیلہ دو

طرح سے پیدا کرتی ہے ایک ضروریات کے پیش آنے سے
 عام اس سے کہ وہ ضروریات نفسی تہیل سے ہوں۔ اور
 دوسرے ناگہانی طور پر جس میں ضروریات کا نشان تک نہیں
 پایا جانا۔ جب انسان کو کوئی ضرورت پیش آتی ہے اور اس پر
 کامیاب ہونا ایک ضروری اور واجبی اس حینا ل کرتا ہے تو اور قوت
 انسانی قوت متخنیہ میں ایک اضطراب اور جوش پیدا ہوتا ہے اور
 قوت متخنیہ نہایت تنگ اور مضطرب ہو جاتی ہے کیونکہ ظاہر میں
 اس صورت کے رفع ہونیکلی کوئی صورت نہیں دکھائی دیتی اور نہ قوت
 جس مشترک ایسی بہتراری میں مدد کرتی ہے اس جوش میں
 حوصن کرتے کرتے ایک ایسی وجہ اور حینا ل پیدا ہو جاتا ہے کہ
 جوش مشترک اور حواس حمنہ کی خواب میں بھی نہ گزرا تھا اور ظاہر
 میں اس کا کوئی سراغ اور نشان نپایا جاتا تھا دنیا میں تبخو
 علوم پانچ جاتے ہیں وہ سب اسی طرح پر پیدا ہوئی ہیں اور سب کو ہی
 قوت حینا ل یہ لئے ایک اضطراب اور کہہ برہٹ کی حالت میں پیدا
 کیا ہے کوئی ایسا علم نہیں ہے جو اس حالت اور صورت کے بغیر رائج
 ہوا ہوتے علم پائے جاتے ہیں یہ سب باعث لحوق ضرورت
 کے ہے موصونع ہوئے ہیں اور اسی قوت متخنیہ نے اضطراب
 اور مضطرباری اوجھا کر پیدا کئے ہیں حیون حیون لوگو کو
 مستم مستم کی ضروریات پیش آتی گئیں وون وون قوت حینا ل یہ
 برادر رفع ضروریات مہینہ حینا لات یا سبب و نیز کو پیدا کرتے گئے
 ۔ جب ارسطاطالیس کو یہ ضرورت پیش آئے کہ صحت اور مستم

امورات اور ضروری دعا و سوسے کے لئے کوی قانون وضع کیا
 باوسے تو اوسکی قوت حیا لیبہ نے طبعی جوش کے ذریعہ
 منطقی اصولوں کو قائم کر لیا۔ قوت حیا لیبہ نے منطق کا نام تک نہیں
 سنا تھا اور جو اس حمنہ میں سے کسی کو خبر نہ تھی۔ عقلی طور پر ہے
 پیدا ہو گیا۔ گو عقل نے ہر وقت حدود منطقی خیالات کی قوت خیا لیبہ
 کو سمجھ ادا نہیں دی مگر لاکن باہر ہمیشہ کہ اوں خیالات کو عقل نے تفتیح لایا
 اور ضروریہ کی وقت قبول اور منظور کر لیا عقلی کہا جاتا ہے۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے
 کہ انسان کو کوی ضرورت پیش نہیں ہوتی بلکہ خیال تک نہیں ہوتا ناگہانی
 ایک عقلی خیال پیدا ہو جاتا ہے اور انسان حیران رہ جاتا ہے
 حکیم ابو الحسن کہتا ہے کہ ایک روز میں باغ کی سیر کرتا پتھر تھامتا خیال
 سبزی کی طرف مائل اور رغبت تھا جب میں ایک خوش وضع درخت
 کے نیچے پہنچا تو ناگہاں میری قوت متحیرہ میں یہ خیال
 پیدا ہو گیا کہ روشنی ایک کھنڈ میں کتنی دور چلی جاتی ہے
 میں نے ہر سبب غور کیا کہ کیوں اور کس واسطے چیاں پیدا ہوا مگر کچھ معلوم
 نہ ہوا۔ ابو الحسن کہتا ہے کہ میں ایک روز علم ریاضی کے ایک
 پرصنمون کتاب مطالعہ کر رہا تھا جب میں اوس کتاب کے چند ورق
 دیکھہ پکا تو یکایک میرے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ کیا وجہ ہے
 کہ حیوانات میں عمت کی ماساؤہ نہیں ہوتا اس خیال نے
 مجھے اس قدر مجبور کیا کہ مجھ کو ریاضی کی مصنید
 کتاب پھوٹرنی پڑی میں نے ہر سبب غور لگایا کہ
 اس خیال کے پیدا ہونے کی وجہ دریافت کروں مگر کوی

وجہ معلوم نہ ہوئے۔ واسن کا قول ہے کہ میں ایک مہینہ
 بڑے شوق اور توجہ سے جنگل میں شکار کھیل رہا تھا یہاں تک کہ میں
 بوجہ اشتیاق شکار اپنے سرورسی کاموں اور ضروریات کو غیر ضروری
 کاموں اور ضرورتوں میں شامل کر دیا تھا عین اوس حالت میں
 کہ میں ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈوڑا رہا تھا یہ خیال پیدا
 ہوا کہ زمین سے چاند تک اس قدر فاصلہ ہے میں جس جگہ جا رہا تھا
 کہ یہ خیال دور ہو جاوے۔ مگر ساعت بساعت بڑھتا جاتا تھا۔ ایک فرانسیسی
 فلاسفر لکھتے ہیں کہ میں اپنی انکہ سو ایک عجیب تا مشاویہا ہر کہ ایک شخص جس نامی
 کو جب پیرس دار الخلافہ ملک فرانس میں کونسل ملکی کی طرف اور
 حکم سے پہنچا کسی کو لے چلے تو پہنچا کسی پر چڑھنے سے اول جان فو
 لوگون کو مخاطب کر کے کہا کہ اس وقت میری دل میں یہ خیال
 پیدا ہوا ہے کہ آتشی شیشہ سے بعض شیون کو آگ تھیون لگ
 جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس کا جواب دے تو میں کمال مشکور ہو گا
 فلاسفر مذکور کہتا ہے کہ میں نے جانس کو کہا کہ اس سوال کا کیا حل
 اوسنے کہا کہ اواسکاٹ اگرچہ میری روح آدہ گھنٹہ تک سبم کو چوڑی دلی
 مگر اوسوقت مجھے اس خیال نے ناگہانی طور پر سہت در مجبور کر دیا
 کہ موت کا خیال بھی کا فور ہو گیا۔ ماہرین منسل فلاسفہ نے ناگہانی خیال
 کو پیدا ہونے کے دریاقت کرنے میں بہت زور لگایا ہے مگر کوئی پختہ
 وجہ اور دلیل نہیں ملی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ ضرور کوئی نکوئی صورت اور موقع
 ایسا ہوتا ہے کہ ایک ناگہانی خیالی صورت نکل آتی ہے مگر یہ خیال بجائے
 لزور ہی کیونکہ تجارب روزمرہ اسکو مخالف ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ قوت خیالیہ کی حالت

افتاب کی مانند ہے جس طرح سورج کی کرنیں اور شعاعیں تمام شیوں پر
 اثر کرتی ہیں اسی طرح قوت حیا لیبہ بھی ساری خیالات پر محنتی اور محیطی
 اس احمق اور اراحت کو باعث کبھی کبھی ایسا ہی خیالات پیدا ہو جاتی ہیں جو
 ناگہانی معلوم ہوتی ہیں مگر دراصل ناگہانی نہیں ہوتی یہ تو جہی کم زور ہی معلوم
 ہوتی ہے ایک حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ دراصل معاملہ یوں ہے کہ قوت حیا لیبہ لحاظ حال
 کے ۲ قسم میں منقسم ہے ایک کو حالت صوری کہتے ہیں اور ایک کو معنوی بعض
 خیالات پہلے پردہ یعنی پردہ صوری میں ہوسکتے ہیں اور بعض پردہ
 معنوی میں۔ جب کبھی کسی باعث معنوی پردہ اوٹ جاتا ہے تو مکتوم
 خیالات ظاہر ہو جاتے ہیں انسان کو تعجب ہوتا ہے کہ یہ خیال کمال
 کہان سے آگیا۔ سچ یہ ہے کہ یہ سینوں و جہین محقق آدمی کی تلی
 کے لئے کافی اور شافی نہیں تراردے جاسکتیں گو ان وجوہ کے
 بیان کرنے والے حکیم ہیں مگر یہ امر ضروری اور لازمی نہیں ہے کہ حکیموں کے
 ہر ایک رائے اور دلیل اور وجہ صحیح اور درست ہو وہ خیالات کہ جنکی
 ابتداء کے صورت جس مشترک کی شراکت سے پیدا ہوتی ہے اور خیر معقول
 بن جاتی ہے پہلے بذریعہ جو اس حمنہ و بوساطت جس مشترک حاصل ہوتی ہیں
 بعد حصول قوت حیا لیبہ اس کے ذریعہ سے اولس معقولی صورت پیدا
 گری لیتی ہے حمنہ منکر و کہ حمنہ بوساطت قوت باصرہ ایک خوش رنگ
 اور خوش آواز چڑیا کو دیکھا ابتدائی میں ہم کو اس رویت سے بوسیلہ قوت باصرہ
 صرف اس قدر حاصل ہوا کہ اسکی شکل اور ہیئت کذا ہی کا خیال محسوسات
 کی طرح ہماری قوت حیا لیبہ کے خزانہ میں منتقل ہو گیا۔
 لکن جب ہم نے اپنی قوت حیا لیبہ کی اوس نا در طاقت کو جو اپنی طبیعت جس اور

جذب کے زور سے بلا ذریعہ جو اس جسم میں مشترک خیالات کو پیدا
 کر لیتی ہے اس شکل مختلفہ کی طرف رجوع کیا تو ہماری قوت دنیا لیہ نے اپنے
 طور پر بلا بدو جو اس جسم میں مشترک شکل مختلفہ کی بابت تفصیلی خیالات کا پیدا
 کرنا شروع کیا اور اس شکل سے یہ نتیجہ نکالا کہ اسکو عند افکس طرح پیدا کیا
 اور اسکی ذات سے انسانکی ذوات کو کس قسم کے فوائد پہنچانی کی امید ہو سکتی ہے اور اسکی
 ذاتی خواص کیا کیا ہیں یہاں تک کہ ان تفصیلی خیالات کا نام علم حیوانات
 رکھا گیا۔ جب ہم نے قوت باصرہ اور مشترک کی وساطت سے صرف
 شکل ہی مشاہدہ کی تھی اور وقت ہماری قوت متخیلہ میں علم حیوانات کا نام
 و نشان بھی نہ تھا ہم بابت بھی تھے کہ علم حیوانات کس قسم کی اور با نور کا نام
 جب ہم بذریعہ قوت شامہ کسی چیز کی خوشبو یا بدبو دریافت کرتے ہیں تو ابتدائی
 حالت میں ہماری قوت متخیلہ کے طبعی حیرانہ میں صرف بو ہی داخل ہوتی ہے
 خواہ کسی قسم کی ہو اس بو کے ساتھ تفصیلی خیالات میں سے کچھ بھی نہیں
 ہوتا بعد حصول یا دخول بو مشورہ تفصیلی خیالات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے
 اور ہم بالتفصیل معلوم کر لیتے ہیں کہ اس بو سے دماغ اور دل پر یہ اثر پڑتا ہے
 اور روح کو اس سے یہ ضرر یا فائدہ پہنچ سکتا ہے ساتھ ہی ہمارے قوت متخیلہ اور اسکی طبعی
 حالت کو بھی اور اک اور دریافت کر لیتی ہے۔ ابتدائی صورت میں اگر ہم
 تفصیلی خیالات کا نام و نشان نہیں تھا اور نہ انسانکی قوت خیالیہ ان
 سے ہمارے اور وقت تھی مگر خیالیہ کے جوش اور تیزی نے
 ان تفصیلی خیالات کو انتاب نیم روز کی طرح ظاہر کر دکھایا اور ان سے
 اس قسم کے دقائق پیدا کئے کہ جدا گانہ صدنا اور ہزاروں معلومات اور مفہومات
 حاصل ہو گئے اور ان سے انسانوں کو ایک قسم کے فوائد اور منافع مانتے

لگے۔ کہہ لیا بھی جوتا ہے کہ انسان کی قوت تخیلہ بذریعہ حواس خمسہ
 و بوساطت حس مشترکہ صورت محسوسہ اور امور و احوال خارجیہ کو ایک ناقص طریق پر
 تیزانہ طبعی میں داخل کرتی ہے یعنی پوری طور پر حس مشترکہ کو واقفیت اور
 مہارت حاصل نہیں ہوتے اور اسی باعث قوت تخیلہ میں پورا پورا خاکہ
 نہیں اوتیرتا۔ اسی سے حالت میں بھی قوت خیالیہ تفصیلی خیالات اور اوراکا
 کو پیدا کر لیتی ہے مگر ایسی حالت میں قوت مذکورہ کو کمال وقت ہوتی ہے
 اس وقت کہ اس کو طرفہ کارروائی کرنی پڑتی ہے۔ پہلے اس
 امر کی تشخیص کرنی پڑتی ہے کہ صورت محسوسہ جو بذریعہ حواس خمسہ اور
 بوساطت حس مشترکہ حاصل ہوئی ہے اپنی اصلی حالت اور کیفیت میں کس
 وضع اور مقدار کے ہے کیونکہ جب تک صورت مدخلہ اور محسوسہ کا مقدار
 نہ معلوم ہوگا۔ تفصیلی خیالات کا پیدا ہونا ایک مشکل امر ہے۔ اور بعد اس
 کے تفصیلی خیالات اور اوراکات کا پیدا کرنا شروع کرتی ہو اور اس کو ذریعہ
 قواعد اور اصول مقرر کر لیتی ہے۔

باب سوم

تلس خیالات دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک منستہی اور دوسرا
 غیر منستہی۔ منستہی وہ تلس ہے جس کا سلسلہ چند خیالات پر ختم ہو جاوے
 اور غیر منستہی اس صورت کا نام ہے کہ جو ہر ایک وقت سوتے
 جاگنو اٹھتو بیٹھتو قائم اور ثابت ہے اور اس کا سلسلہ بھی ختم اور پورا نہ ہو۔

منستہی

منستہی خیالات کا سلسلہ یا مجموعہ پانچ قسم پر منقسم ہوتا ہے
 ۱۔ تشبیہ ۲ تضاد و مخالفت ۳ قریب زمانی ۴ قریب مکانی ۵ سبب و تاثیر

بیان تشبیہ

تشبیہ باعتبار اپنی حقیقتوں اور تاثیروں کے چار قسم پر منقسم ہے
 تام - ناقص - جسم جنس - غیر جنس - تام وہ تشبیہ ہے جس میں پوری
 پوری مشابہت پائی جاتی ہو۔ اور قوت حیا لہ بر ایک جلدی اور سہولت سے
 موثر ہو جائے۔ نام اس سے کہ وہ از قبیل جنس ہو یا من اس نہ اور غیر
 جنس - جب انسان بذریعہ جو اس جسم نہ کے جسے کو دیکھتا یا سونگھتا
 یا کسی کلام کو سنتا ہے تو اس وقت قوت حیا لہ بین نسبت
 شے مبصرہ یا مسموعہ یا کلام مسموعہ ایک حیا ل پیدا ہوتا ہے
 جس کے ساتھ قوت وہیان یعنی توجہ شامل ہو جاتی ہے۔ اس حیا ل
 میں سے اگر پوری طور پر تشبیہ اور تشیل شکل آوے تو تشبیہی تسلسل
 شروع ہو جاتا ہے۔ جب اگر ہم ایک کپڑے کو بذریعہ قوت باصرہ دیکھیں
 اور اس وقت کی تاثیر بوساطت قوت حیا ل شکر بہاری قوت تشیل
 میں منتقل ہو جاوے اور اس سے پیشتر بھی جسے مختلف قسم
 کے کپڑے دیکھو ہوں تو بہاری قوت متخیلہ میں ایک ایسا سلسلہ بند جائیگا
 کہ تمام خیالات جو اس حیا ل سے مشابہت تامہ رکھتی ہوں گے فی الوقت موجود ہو
 جاویں گے اس سلسلہ بندی سے ہلکا اپنی گزشتہ اور پرانی خیالات پر ایک کامیابی
 سے نظر اور غور کر سکا موقع مل جائیگا۔ تشبیہی صرف اس واسطے گزشتہ خیالات
 جو اس تشبیہی سے تمام مشابہت رکھتی ہیں یا دہا جاتے ہیں کہ اول خیالات کو حیا ل
 عدالت کی دیانت دار و فترتی قوت حافظہ نے انہی خزانہ میں جمع کیا ہوتا ہے اور
 سب خیالات کا نقشہ یعنی فہرست حیا ل عدالت کی گمرہ کی دیوار و پیر چسپان ہوتی
 تاکہ حیا ل عدالت کا ہر ایک وقت اول خیالات کو زیر نظر رکھو جب بوساطت حیا ل

عدالت خیالیہ میں اور خیالات اور صورتوں محسوسات جو انہیں خیالات سے مشابہت
 نام رکھتے ہیں پیش ہوتے ہیں تو خیالی عدالت کا حج اور کوئی نہایت مرتبہ کو
 مطابق پا کر کلیتاً غور اور نظر کرتا ہے اور اوہر سے دفتری عدالت خیالیہ
 قوت حافظہ بھی حج کو توجہ دلاتا ہے کہ جناب عالی اس قسم کے اور
 خیالات بھی سزا نہ عامرہ میں سمع ہیں ان دونوں ذریعوں کے تسلسل
 خیالات کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہہ ہی تو تسلسل خیالات کی صورت
 صرف گزشتہ واقعات کے خیالات پر ہی ختم ہو جاتی ہے اور کبھی
 تشبیہ کی ذاتیات اور عوارض کی بابت سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔
 مثلت مثلاً۔ ہم نے ایک شی کو دیکھا اور پتیرا کے بھی اوسکی ہم مثل
 گو ایک شیئین دیکھی ہوئی ہیں اوسکے دیکھنے سے ایک تو گزشتہ
 شیئوں کے خیالات یاد آگئے اور ایک یہ کہ اوس شیئے منظر کے
 عوارض اور ذاتیات کی نسبت خیالات پیدا ہو گئے مثلاً کسی کپڑے
 کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کپڑا بذاتہ اچھا بنا ہوا ہے اسکا بنو ڈالا
 کار یگر اور اوستا ہو گا بڑی محنت سے بنا ہو گا۔ اگر اس کپڑے سے
 ممتیص یا جتنہ سلا یا ہاوسے تو خوب سبھے فلان وزری اوسکو اچھا
 سیگا۔ تشبیہ ناقض وہ تشبیہ ہے کہ جس میں پورے طور پر سلسلہ
 جاری نہ ہو اور جو گزشتہ خیالات سے ناقص طور پر مشابہ ہو اس قسم کی
 تشبیہ میں سلسلہ کو زور اور روانگی نہیں ہوتی۔ تشبیہ جس سے ہی خیالات کا
 سلسلہ بندہ جاتا ہے جب کوئی شخص کسی شخص اپنے دوست کی شکل اور صورت دیکھتا ہے تو دوست
 کی شکل اور اوسکی تمام موٹی موٹی باتیں یاد آجاتی ہیں اس طرح پر جب تشبیہ غیر منسوخ دیکھا جاتا
 تو سلسلہ خیالات پیدا ہو جاتا ہے۔ ابھی یہ ہر ہر تشبیہ میں موہومی یا معقہ کی طور پر

پیدا ہو جاتے ہیں۔ لاکن یہ صورت نادات میں سے ہی لمبھون ڈ تو اس کے
انکار ہی کر دیا ہے اور کاجیال ہے کہ محسوسات سے پیدا ہوتے ہیں وہ
لوگ جو قوت خیالیہ کو عقلی خیالات کا مد رک بھی قرار دیتے ہیں شبیہات مقصود
قوت یم کرتے ہیں۔

بیان تضاد و حوت

بسان اشیا، تضاد اور متعاقب و یکہنا ہے تو اس وقت ہی خیالات کا
سلسلہ بندہ جاتا ہے یہ صورت صرف صور محسوسہ اور امور خارجہ سے ہی
وہستہ اور متعلق ہوتی ہے جب ہم کسی معذوب یعنی میٹھی شہ کو پیتے ہیں یا
کہاتے ہیں تو اس کو پینے یا کہانے کے ساتھ ہی ہمارے دل میں ترشش یا
بد مزہ شہی کا خیال آ جاتا ہے۔ اسی طرح جب ہم کسی بری صورت والے آدمی
کو دیکھتے ہیں تو ہمارے قوت متخیلہ میں خوبصورتی کا خیال اور ترشش بن
جاتا ہے۔ جب ہم کسی کتاب یا آرٹیکل کو پڑھتے ہیں تو اس سے اون مصنفوں یا
مؤلفہ ان کی کتابیں اور آرٹیکل یاد آ جاتے ہیں جو اسی مقصد اور مضمون میں لکھے
ہیں۔ جب ہم بے آرامی اور مصیبت کو دیکھتے ہیں تو آرام اور راحت کا زمانہ یاد آ جاتا ہے
اور نیز برعکس اسکے جب آرام اور راحت کی حالت میسر آتی ہے تو مصیبتوں کو
خیالیہ میں پیدا اور منقش ہو جاتی ہیں۔ جب رات پڑتی ہے یا بکس ہوتی ہے تو دن اور عدم
خیال ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ ابوالفتح نے کیا اچھا کہا ہے ایک طرف سے ابوالفتح کی
روح فرحت اور خوشی دیکھتی ہے دوسری طرف سے اس کو ساتھ ہو گزشتہ عمون اور
مصیبتوں کا نقشہ قائم ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی خیالی پری پر خیال بھی
جم جاتا ہے کہ شاید اگلے دنوں میں برائے دنوں کی طرح غم اور مصیبت کی قدرتی
صورت پھر ظہور پذیر ہو۔ تضاد اور مخالف حوت پرانی اور گزشتہ خیالات

پیدا ہو جاتے ہیں اسے طرچہ آئیو الے و نون کی نسبت خوف اور رجا کی صورت
 نکل آتی ہے۔ انسان کی ایک عادت طبعی ہے کہ تضاد اور مخالف سے آنے
 والے و نون کی نسبت ضرور خیال کر لیتا ہے۔ اگر تضاد و مخالف سے انسان کی
 قوت خیالیہ میں خیالات کا سلسلہ نہ بندھتا تو انسان کی حالت میں کو ایک قسم کی
 خرابیاں اور اتیریاں پیدا ہو جاتیں مصیبت اور آرام دن اور رات سچ اور جھوٹ
 میں کچھ بھی تمیز نہ کر سکتا نیز اسے عون بے عون بن جاتا۔

قرب زماں

قرب زماں سے بھی سلسلہ ان خیالات کی صورت پیدا ہو جاتی ہے جب ہم
 کسی عارضی یا ضروری سبب سے اپنی عمر کے پہلے حصوں کو یاد کرتے ہیں
 تو ساتھ ہی اوسکی اوس عمر کے لوازمات اور منسلقات بھی یاد آجاتی ہیں اپنی لنگولی
 یارو کی نام اور طور طریق اور کھیل کود کے بھولے ہوئے خیالات لوح خیالیہ پر ایک
 وضاحت سے سمجندہ ہو جاتے ہیں ایسے خیالات یاد آجاتے ہیں اگر ہم اولیٰ
 بلا قرب زماں یاد کرنا چاہتے تو کبھی بھی نہ ہوتے جب ہم گزر رہے ہوں تو
 کسی کا نام لیتے ہیں تو اوس زمانہ کی جزوی طور و طریق ضرور ہی یاد آجاتی ہیں
 بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ زمانوں کے ضروری واقعات اور قوی حادثات
 زمانوں کے متعلقات کو یاد کرا دیتے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کا زمانہ
 ہندوستان کے بارہ حملوں کو ہی یاد دلاتا ہے اور اوسکو تمام مشہور مشہور
 واقعات قوت خیالیہ میں منقش ہو جاتے ہیں۔

مکان

یہ قیصر صورت خیالات کو رشتہ مکانی کی سبب پیدا کرتی ہے جب ہم کسی
 ایسے مکان کو دیکھتے ہیں کہ جس میں کبھی کسی ہمارے دوست یا دوسرے شخص نے

کوئی کام یا کلام کیا تھا۔ تو نے الفور اسکے سارے حالات یاد آجاتی ہیں
 اور اوس وقت کی سب باتیں اور واقعات اکٹھونے کے سامنے گزر جاتے ہیں
 یہاں تک کہ جزویات بھی یاد آجاتی ہیں۔ بس مکانیں ہم پر کبھی کبچہ حادثہ پڑا ہو
 اوس مکان کی دیکھنے سے وہ حادثہ ضرور یاد آجاتا ہے اور ساتھ ہی اوس حادثہ
 کے کلیضین اور سختیان قوت متخیلہ میں گہر کر جاتی ہیں میری چشم دید بات ہے
 کہ ایک شخص جب ایک مکان کے نزدیک بس میں اوسکو بیٹے کو سانسپ ڈکاٹا
 تھا ہو کر گزرتا تھا تو اپنی زبان سے لصد افسوس کہتا تھا کہ اسی مکان میں میرا
 عزیز بچہ پارالز کا سانسپ کے کاٹنے سے مر گیا۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ اوسکو
 ایک مرتبہ ایک جنگل میں ایک خوشخوار بہیڑی نے جان سے مارنے کا ارادہ
 کیا مگر وہ شخص کسی حکمت سے بہیڑی کے پنجہ ظلم سے بچا کر ل گیا ایک مدت کو
 بعد جو پھر اوسی رستہ سے گزرا تو اوس جگہ پر پھرتی ہے اسقدر خوف زدہ
 ہو گیا کہ وٹھ زمین پر گر پڑا۔ لوگوں نے جب دریافت کیا تو معلوم ہوا
 کہ اوسی پرانے خوف ڈنزعہ کیا ہو اچھورت کا ذکر ہے کہ جب وہ کسی ضروری کام
 اور ضرورت کے واسطے مقابر کے نزدیک گزری تو وٹھ مارین مار کر رو پڑی
 یہاں تک کہ یہ ہوش ہو گئی وریا کر نیسے معلوم ہوا کہ اپنے پیاری جان کی خراب شدہ
 دیکھ کر ہوش و حواس کہو بیٹھی ہے انسان تو انسان قرب مکان کی عجیب تاثیرات جیوتنا
 کو بھی گہیر لیتے ہیں۔ میری چشم دید واقعہ ہے کہ جالندھر کی چھاؤنی میں ایک شخص امیر چند
 نامی کو ایک خوبصورت اور وفادار کتا پالا تھا۔ خدا کی قدرت سے امیر چند چند روز
 تک بیمار رہ کر فوت ہو گیا امیر چند کو دوستوں نے کتے کے رو برو ہونے
 امیر چند کو پہونکہ یا مینو خود دیکھا ہے کہ جب کبھی وہ وفادار کتا۔ ہندون کی قبروں
 کے رستہ سے ہو کر گزرتا تھا تو اپنے مہربان آقا امیر چند کی متبر پھر پرون

کہڑا رہتا تھا اور اسکی صورت دیکھنے سے پاپا جاتا تھا کہ امیر ہند کی مہربانیوں
 اور عنایتوں کو یاد کر کر دل ہی دل میں رورہا ہے۔ ایک حکیم حسب
 کہتے ہیں کہ جب آدمی کی موت متخیلہ میں قرب مکانیکی باعث خیالات پیدا
 ہوتے ہیں تو اسوقت گویا انسان تمام گزشتہ حادثوں اور واقعات اور
 باتوں کو مکان کے گرد و دیواروں کی طرح حائل پاتا ہے جسے ہر نظر کرتا ہے
 گزشتہ خیالات کے پرے کے پرے گزر جاتے ہیں۔ واسطہ حسب
 کا قول ہے کہ قرب مکانی ایک وسیع روشنی کا مرتبہ رکھتا ہے جب کوئی
 آدمی اس پر نظر ڈالتا ہے۔ تمام چیزیں نظر آجاتے ہیں مگر ان خیالات
 میں بھی خیالات شامل ہوتے ہیں۔ جو اس مکان میں واقعہ یا صادر ہوئے ہوں
 میرے خیال میں کہیے یا بھی ہو جاتا ہے کہ ایک قرب مکانی سے باعث کسی
 قسم کے مشابہت اور مماثلت کے دوسرے قرب مکانیکی واقعات کے خیالات
 یاد آجاتے ہیں مثلاً کسی شخص کو دو دفعہ مختلف مکانوں میں سانپ نے
 کاٹا ہو جب وہ شخص اون مکانوں میں سے ایک مکان میں جائیگا۔ یا
 اسکی نزدیک ہو کر گزریگا تو ضرور دوسرا مکان بھی یاد آجائیگا دوسرا مکان
 اسواسطی یاد آجاتا ہے کہ مکان منظر اور غیر منظر کا واقعہ جو موجب یاد ہے
 ایک ہی ہے اتحا اور گانگت واقعہ متلزم ہے کہ مواقع واقعہ ہی ایک ہی
 دفعہ بالاتحا یاد آجائیں۔ صاحب موصوف اگر ذرا اور غور اور نظر کرتے
 تو یقیناً اس بدھی واقعہ اور صدقہ امت سے اعراض اور انکار نہ کرتے یہ وصت
 اسقدر صدقہ اور بدھی ہے کہ ہزاروں دلائل اور نظائر سے ثابت ہو سکتا ہے
 اور غور سے اقرار کر سکتے ہیں کہ ضرور دو مواقع متحد الواقعہ قرابت احد المواقع سے
 یاد آجاتے ہیں۔ اور ان دونوں کے متعلقات پر قوت خیالیہ احاطہ کر لیتی ہے

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کام یا کلام یا کسی حادثہ یا عجیب بات کی یاد آنے سے مکان جس میں وہ باتیں یا حادثات واقعہ ہوئے ہیں یاد آجاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس واقعہ یا حادثہ کی متعلقات اور عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں اون باتوں یا حادثوں کو تسلسل خیالات کا موجب قرار دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس قصیدہ کے یون شکل بن جاتی ہے قرابت حادثہ اور واقعہ سے بھی کسی امر کے خیالات تسلسل طور پر پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ قرب مکانی سے ہے تسلسل خیالات کا صحیحہ شروع ہو تجربہ گواہی دیتا ہے کہ قرب حوادث سے بھی تسلسل خیالات کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم ایک آرام اور چین پر ہمیشہ ہوتے ہیں کہ کسی خارجی باعث کی وجہ سے کوئی پورا نا اور گزشتہ واقعہ یاد آجاتا ہے ابھی وہ واقعہ شروع ہی ہوتا ہے کہ ہمارے قوت متحیتہ اسکی متعلقات کو پیدا کر لیتی ہے جس طرح پرستربھکا سے سب کچھ یاد آجاتا ہے اس طرح پر قرب حوادث سے سارے بائین یاد آجاتی ہیں یکسیرا بیسباق کے نزدیک قرب حوادث کے صورت نسبت قرب مکانی کے زیادہ مؤثر ہوتی ہے اس وجہ سے کہ قرب حوادث کی صورت میں واقعات متعلقہ ایک آسانی سے یاد آجاتے ہیں۔ اس واسطے کہ جب کسی واقعہ اور اس کے متعلقات کا نتیجہ اور غایت ظاہر ہو جاوے تو اس کے متعلقات اور لوازمات ایک مہولت سے یاد آجاتے ہیں۔ مکان اور اس کے متعلقات کسی حادثہ کا نتیجہ اور غایت نہیں بن سکتے۔ البتہ حوادث مکان اور اس کے متعلقات کا نتیجہ ہو سکتے ہیں کسی وقعت کا نتیجہ دراصل واقعہ کا خلاصہ ہوتا ہے خلاصہ کے یاد

آجانے سے کل کی صورت خود پیدا ہو جاتی ہے گزرا ہوا کل اول تو یاد نہیں آتا اور اگر اس کی کوئی چیز یاد آ بھی جاتی ہے تو وہ خلاصہ کی طرح کل پر خاصے نہیں ہوتی کسے شے کے جزو اور خلاصہ میں بہت فرق ہے۔ جزو کسی شے کے کلیت ظاہر نہیں کر سکتا کہ اس سے کسی کے وہ بھی تسلی ہو جاوے اس واسطے کہ جزو شے اپنی ذات کے لحاظ سے کسی شے کے کلی مطالب پر جاوے اور محتوی نہیں ہوتی برخلاف اس کے خلاصہ بلحاظ ذات اپنی کے کلام یا واقعہ کے کلی مقاصد اور مطالب کا محتوی اور محیط ہونا ہے جس سے انسان کی پورے طور پر تسکین اور تسلی ہو جاتی ہے۔ فہم۔

بیان سبب و تاثیر

سبب اور تاثیر سے بھی حینالی سلسلہ قائم ہو جاتا ہے پہلے اس کے کہ سبب اور تاثیر کے بابت بحث کی جاوے ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سبب اور تاثیر کے تعریفین اور حدود و بیان کئے جائیں۔ یہ دو نولفظ اپنی تعریفوں اور حدود کے لحاظ سے ایک تدریج اور طویل بحث چاہتے ہیں۔ علمائے منطقی اور اہل فلسفہ نے ان ضروری لفظوں کی بابت خوب بحث کر بچشیں کی ہیں یہاں تک کہ حکیم مالزریک فریخی نے اس بارہ میں حد اگانہ ایک مدلل اور مستقل رسالہ لکھا ہے اور اس میں ان دو نولفظوں کے بابت خوب زور سے بحث کی ہے۔ سبب شیئوں اور کاموں کے ایسے جزو کا نام ہے جن پر شیئوں اور کاموں کا انجام پانا منحصر اور موقوف ہو کام کی صورت اور سمیت ہی اس وقت نکلتی ہے کہ جب اس کی سبب پیدا ہو جاوے یہ بات بحث طلب ہے کہ آیا شے مقدم ہے یا سبب شے میرے خیال میں من حیث الذات شے مقدم ہے۔ اور من حیث النتیجہ سبب شے

کسی شئی کی ذات کا بلا اسباب پایا جانا ہو سکتا ہے لاکن کسی شئی کے نتیجہ کا بلا اسباب پیدا ہونا ایک ناممکن امر ہے ذات شئی اور شئی ہوا اور نتیجہ شئی اور شئی جب تک اسباب ضروریہ پیدا نہ ہو لکن اس وقت تک نتیجہ شئی کا پیدا ہونا ایک ناممکن امر ہے۔ یہ بات بھی بحث طلب ہے کہ آیا اسباب شئی کے خواص میں داخل ہیں یا عوارض میں۔ حکیم اکرام الدین مصری شجاع شفا و اشارات کا یہ مذہب ہے کہ اسباب شئی شئی کے عوارض میں داخل ہیں اور اسکے نزدیک ذات اور خواص ذات مراد وہ ہیں۔

حکیم محمد شرف مشقی نے بوعلی اور ابو الخیر کے مختلف تصنیفوں پر نظر یعنی ریو یو لکھے ہیں اسباب شئی کو خواص شئی قرار دیتے ہیں اور عوارض میں ذات اور خواص ذات دو علیحدہ شئیوں میں ذات کو حقیقت شئی کا نام ہے اور خواص حقیقت شئی کے ضروریات کو کہتے ہیں جن باتوں کو کسی ذات کی ضروریات سے موسوم کرتے ہیں دراصل وہ ہی باتیں اسباب ہوتی ہیں عوارض میں ایک ایسے صورتوں اور حالتوں کا نام ہے جو حقیقت شئی کی ضروریات میں محسوب نہیں ہوتی۔ ضروریات حقیقت شئی اور صورتوں کا نام ہے جنہی مشارکت سے غایت حقیقت شئی ظاہر یا پوری ہوتی ہے اور گویا جنہی انکشاف اور افشاح حقیقت شئی موقوف اور منحصر ہے سبب و قسم پر ہیں مستقل۔ اور غیر مستقل۔ شق اولے میں وہ اسباب داخل ہیں جو قدرتی اور طبعی تقاضا سے بلا کسی قسم کے توجہ اور تحریک انسانیہ کی وقتاً فوقتاً پوری ہوتی رہتی ہے۔ اور شق ثانیہ کے وہ سبب ہیں جو انسانوں کے توجہ اور تحریک سے واقعہ ہوتی ہیں۔ جبوقت اسباب شئی میں حیث اسل اپنا دورہ پورا کر لیتے ہیں اور ان سے ایک اثر سے

صورت پیدا ہو جاتی ہے تو اس وقت اوکو لفظ تاثیر سے موسوم کرتے
ہیں۔ حکیم و ناب الدین شیرازی کا قول ہے کہ دراصل تاثیر اسباب کے
آخری عمل کا نام ہے۔ جب کسی شے کے اسباب میں حیثیت العمل ختم
ہو جاتے ہیں اور ان سے ایک خاص صورت نکل آتے ہے تو اس وقت
اوکو تاثیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ محقق ناصر الدین طوسی کا تاثیر کے
بابت یہ مذہب ہے کہ تاثیر دراصل حقیقت شے کے ظاہر ہونیکا نام ہے
اقاب کی یہ تاثیر ہے کہ شیون پر اپنے ذاتی تمازت اور حرارت اور
روشنی کا پر تو واسلے اور یہ تینوں قوتیں یعنی تمازت اور حرارت
روشنی ذات اقباب میں داخل ہیں۔ محقق مذکور کے نزدیک۔
تائیرات شے کو اسباب شے کو کچھ علاقہ نہیں اور نسبت نہیں البتہ اسباب
شے تائیرات شے کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ مسئلہ تاثیر کی بابت یہ بات بھی
بحث طلب ہے کہ آیا عمل اسباب شے کے ساتھ ہی تاثیر شے ظاہر ہونی شروع
ہو جاتی ہے یا بعد ختم دورہ عمل اسباب شے میرے خیال میں شروع
عمل اسباب سے ہی تاثیر شے ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہے جیسا عمل ہوتا
جاتا ہے اس مقدار پر تاثیر ظاہر ہوتی ہے۔ آگ کے یہ تاثیر ہے کہ
اپنی ذاتی حرقت اور حرارت سے دوسرے اجسام کو جلا دے کسی دوسرے
جسم پر جب آگ کا عمل شروع ہوتا ہے ساتھ ساتھ ہی اسکی تاثیر النار یعنی
سوتھکی اور حرقت ظاہر ہوتی جاتی ہے آگ کے اس عمل اور حالت سے قرا
گرنا پڑتا ہے کہ عمل اسباب کے ساتھ ہی جزوی طور پر شیون کے تاثیر ظاہر
ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ جس طرح پر قرب زمانی اور مکانی وغیرہم سے
سلسلہ خیالات بندہ جاتا ہے اسطرچہ سبب اور تاثیر سے سلسلہ خیالات

کا صیغہ شروع ہو جاتا ہے۔ جبوقت انسان جس مشترک وجود جسٹہ کی ذریعہ اور
 وساطت سے اشیاء اور امورات کے اسباب یا تاثرات کو دیکھتا ہے اس
 وقت اس کے ولین ذوات شئی کا خیال پیدا ہو کر صانع اور موجود ذوات
 تک پہنچ جاتا ہے کہہ ہی اس کے خواص پر لحاظ کرتا ہے اور کبھی عوارض پر
 کبھی اس کے مشابہات پر اور کبھی غیر مشابہات پر اسباب کے دیکھنے سے ذوات
 شئی اور سبب کا بڑی اتسانی اور سہولت سے خیال پیدا ہو جاتا ہے اور اس
 لئے اس کو اسباب سے واسطے درجہ کی نسبت حاصل ہوتی ہے۔

لہذا یہاں بھی ہوتا ہے کہ نتائج اسباب اور تاثرات وجود اسباب اور
 دیگر تاثرات کے خیالات کو پیدا کر دیتی ہیں۔ جیسا وہیوب کے دیکھنے سے
 آفتاب کے طلوع پر استدلال کیا جاتا ہے یا وہیوب کے نکلنے سے آگ کا
 وجود خیال کیا جاتا ہے جیسی اور تاثرات اپنی ذاتی وسعت کے
 لحاظ سے اور شقوق کی نسبت سے ایک صورتوں اور حالتوں پر ختم ہوتی
 ہیں۔ اور ان کا سلسلہ سبب پر ختم ہوتا ہے گویا ایک شوق کے
 ابتدائی حالات سے آخری حالات معلوم ہو جاتی ہیں۔

مبدا و م

انسان کی قوت متخیلہ میں یوم ولادت سے ہی خیالات کا ایک ایسا
 سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ قائم و ثابت رہتا ہے اس کا
 خواہ کسی قسم کی غنیم اور خوشی لاحق ہو اور اس کو سر پر کتنی ہی مصیبتیں
 اور تکلیفیں محیط ہوں وہ یہی ہی کام اور نسل میں مشغول اور مصروف ہو
 اس سلسلہ میں کسی قسم کا سرق اور انقلاب واقعہ نہیں ہوتا وہم نزع
 تک اس کا تسلسل جاری اور ساری رہتا ہے ہم بہتیرا چاہتے ہیں کہ کبھی

وقت دم بھر کے لئے یہ سلسلہ ٹوٹے اسمین بھی کمزوری واقعہ ہو مگر لمحہ
 بہنیں ہو سکتا۔ البتہ یہ طبعی سلسلہ ہوا سکے انقراض کیونکہ سلسلہ کو شش کرنا لازماً
 گاڑ کو توڑنا ہے۔ ہم کسی بھی غم اور مصیبت میں گرفتار اور مستلا ہون
 ہمارے خیالی سلسلہ کی چکی چلتی رہتی ہے۔ و اسٹرن صاحب کا قول ہے
 کہ انسانی قوت خیالیہ کو خدا نے کوئی ہوئی گھڑی کی مانند پیدا کیا ہے
 جب دیکھو روان ہی نظر آئیگی ہم جب کسی سخت اور جہاک بیماری میں مانخو
 ہوتی ہیں تو باوجود ایک سختی اور تکلیف کے ہماری قوت متخیلہ خیال
 و خیال پیدا کرتی جاتی ہے۔ ہم بہتیرا زور دیتے ہیں کہ خیالی قوت تین
 فرق آوے اور کوئی دم دم لے مگر کچھ اثر نہیں ہوتا اگر ایک شخص کے ساتھ
 بڑی توجہ سے کسی قسم کی باتیں کرے ہیں۔ تو دوسری طرف سے اور ہی
 قسم کے خیالات پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ سونیکلی حالت میں بھی قوت خیال
 کی رفتار میں کچھ فرق نہیں آتا بیداری سے بھی زیادہ چلتی ہے۔ خوابوں کا
 دیکھنا اس کی کارروائی ہے جب انسان سو جاتا ہے تو اس کی قوت خیال
 باعث آرام پائیکلی جو حالت بیداری میں میسر نہیں ہوتا طرطر جھکی خیالات
 پیدا کرتی ہے یہ بات بحث طلب ہے کہ آیا خواب کی حالت میں جو خیالات
 پیدا ہوتے ہیں بیداری کی خیالات کا عکس ہوتے ہیں یا نئے طور پر پیدا
 ہوتے ہیں۔ بہتوں کا یہ مذہب ہے کہ بیداری کی خیالات کا عکس ہوتے
 ہیں۔ بیداری کی حالت میں قوت متخیلہ نے جو خیالات جو اس حتمہ اور
 مشترک کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوتے ہیں خواب میں ان کی شکلیں اور
 صورتیں اونے تغیر کے ساتھ نمودار ہو جاتے ہیں۔ بہتوں کا قول ہے
 کہ کچھ خیالات بیداری کے خیالات کا نمونہ اور عکس ہوتے ہیں

اور کچھ نئے طور پر ظاہر ہوتے ہیں جس طرح پر قوت خیالیہ بیداری میں بلا
 مدد حس مشترک و حواس خمسہ بعض خیالات کو پیدا کر سکتی ہے اسے اسے اسے
 خواب میں بھی بلا مدد حواس خمسہ اور حس مشترک پیدا کر لیتی ہے۔
 تسلسل خیالات کی صورت میں ایک عنصر وار و ہوتا ہے کہ آیا خیالات
 کا سلسلہ صورت پذیر ہوتا ہے تو پہلی خیالات جو قوت متخنیہ کو حاصل ہوتے
 ہیں قائم رہتے ہیں یا زائل ہو جاتے ہیں اگر کہو کہ زائل ہو جاتے ہیں تو
 پھر بعد از ازلت یا و کیوں آجاتے ہیں۔ جواب اس کا یہ ہے کہ جو
 خیال ایک دوسرے خیال کے بعد پیدا ہوگا اور اسکی حیثیت ذاتیہ ۳۳ حال
 خالی نہ ہوگی یا تو پہلے خیال سے زور آور ہوگا یا کم زور یا مساوی اگر
 زور آور ہوگا تو پہلا خیال اسکا محکوم ہو جائیگا۔ تاکم اور محکوم میں تفاوت
 کا ہونا مشکل ہے اور اگر کم زور ہوگا تو خود محکوم ہو کر رہیگا سو یہ پہلی صورت
 کا عکس ہے اور اگر مساوی حیثیت ہوگا تو ایک ذات ہو جائیگا اور دوسری
 ہم کہتے ہیں کہ جب قوت خیالیہ خیالات کو قبول یا پیدا کرتی ہو تو اسکو زور
 قوت حافظہ کے سپرد کرتی جاتی ہے اور قوت حافظہ باہر حیثیت کہ وہ
 طبعی طور پر ایک دیانت دار محافظ اور محاسب کا رتبہ رکھتی ہے اور خیالات
 کو جب قوت خیالیہ نے سپرد کیا۔ ایک ہوشیاری اور روانہ آری کے
 اپنے خزانہ میں بطور مستودعات جمع کر لیتی ہے۔ جبکہ قوت خیالیہ
 اپنے خیالات کو خواہ وہ حواس خمسہ اور حس مشترک کے ذریعہ
 حاصل ہوئے ہوں یا خود پیدا کئے ہوں بطور امانت کے
 قوت حافظہ کے سپرد کر دیتی ہے اور قوت حافظہ اسکو اپنی طبعی
 خزانہ میں جمع کر لیتی ہے تو پھر اس خزانہ کو کھینچ کر اسکو اپنے

اوس صورت میں ورود اعتراف مذکور کا اندیشہ تھا کہ قوت خیالیہ خیالات کو اپنے ہی پاس کہتی۔ بہت خیالات زائل بھی ہو جاسکتے ہیں اور کسی عارضی سبب سے باعثِ عادتہ یا دہی آجاسکتے ہیں خیالات زائل شہ کا عادتہ یا آجانا ناممکنات سے نہیں ہے عیا نرا چہ بیان۔

پہلا رقم

ہر ایک انسان کو دو قسم کے امراض اور عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ جسمانی۔ اور۔ روحانی۔ اور انہیں دو قسموں سے قوت خیالیہ متاثر ہوتی ہے اگرچہ تمام عوارض اور تاثیرات کا بیان ایک طوالت چاہتا ہے مگر بالاختصار چند صورتیں بیان کی جاتی ہیں۔

ممبر اول

قبل اسکو کہ اصلی مدعا کو شروع کیا جاوے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوس بحث کو جو جسمانی اور روحانی امراض کی بابت کیا کرتی ہیں مصلحین اور ناظرین کتاب نذا کو دلچسپین کیا جاوے۔ اس امر میں مدت سے بحث چلی آئی ہے کہ آیا جسمانی عارضوں کی تاثیرات روح پر موثر ہوتی ہیں یا نہیں۔ اور علی نذا القیاس روحانی عارضوں کی تاثیریں جسم پر اثر ڈالتی ہیں یا نہیں۔ چکیں اوستح کا خیال ہے کہ جسم کے عوارض روح پر اور روح کے عوارض اور امراض جسم پر مساوی طور پر موثر ہوتے ہیں۔ سب جسم کو کوئی مرض اور عارضہ لاحق ہوتا ہے تو روح ناف ہو جاتی ہے اور حسیں کو چشم زخم پہنچتا ہے تو جسم متاثر ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان کے خیال میں جسم اور روح میں ایک ایسا لطیف تعلق اور رابطہ صانع کل نے رکھ دیا ہے کہ جو ایک کو دوسرے کے غم اور خوشی میں شریک اور ساچی بنا دیتا ہے دیکھو جب ہمارے جسم کو تھوڑی سے ہی تکلیف پہنچتی ہے

تو ہمارے روح کو مستم کے اضطراب اور بقیاری میں گرفتار ہو جاتی ہے
 علیٰ ہذا القیاس جب روح کو کچھ تکلیف اور اذیت پہنچتی ہے تو ہمارا جسم
 اور بدن متاثر ہو جاتا ہے اگر جسم کو تھوڑا سا بھی فکر اور غم ہوتا ہے تو ہمارا
 بدن اور جسم سو کہہ کر کاٹا ہو جاتا ہے۔ اس طرح پر جب ہمارا جسم اور بدن
 آرام اور راحت میں ہوتا ہے تو روح بھی بہ آرام رہتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس
 جب روح کو اسٹیشن اور خوشی حاصل ہوتی ہے تو جسم بھی ایک صحت اور
 تندرستی میں رہتا ہے جو اس کے واسطے ایک آرام و اسٹیشن ہے۔
 حکیم بوعلی کا قول ہے کہ دراصل جسم اور بدن پر کوئی عارضہ اور مرض
 اثر نہیں کرتے جو کچھ اثر ہوتا ہے روح سے ہی مختص ہے عارضہ اور
 مرض کی تعریف یہ ہے کہ اس سے مرض کو کسی قسم کی تکلیف اور گزند
 پہنچتی ہے جسم کو اور اس وقت تک تکلیف معلوم ہوتی ہے کہ جب تک اس میں
 روح قائم ہے جب روح نکل جائیگی کوئی عارضہ اور مرض اثر نہ کرے گی جب کہ
 جسم روح کے ہونے سے ہی ماؤف اور متاثر ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ
 حقیقت سب عوارض لاحقہ روح پر ہے اثر کرتے ہیں۔ اگر ہم انسان کی
 اعضا میں کسی کوئی عضو کاٹ دین گے تو اس پر کسی قسم کا عارضہ اور
 مرض اثر نہیں کرے گا حالانکہ اس کے متشا بہ اعضا پر جو اپنے طبعی حالت
 پر قائم ہیں برابر اثر ہوتا ہے اس سے ہم ایک زور کے ساتھ استدلال
 کر سکتے ہیں کہ عوارض اور اسرار کا اثر روح کے ساتھ ہے مختص ہے
 جسم و ف ایک قالب ہے اور روح کے ساتھ کیا خصوصیت
 ہے انتھے۔ حکیم علونجان کہتے ہیں کہ نہیں انسان کے جسم میں
 بھی ایسی کئی کئی چیزیں ہیں جس سے انسان دکھا اور در معلوم

کر سکتا ہے گو روح بجای خود جسم کے حقیقت اور جزو اعظم ہو اور اس پر
 جسم کی بقا منحصر ہے مگر بجائے خود جسم کو بھی ایک تس حاصل ہے جس کے
 امراض اور عوارض کے تاثیرات کو قبول کر سکتا ہے اس لئے
 میرے خیال میں بلحاظ حقیقت انسان کے حکیم بوعلی کا قول سترین
 صحت معلوم ہوتا ہے اور میں اس امر کو ایک معقول اور صحیح امر خیال کرتا
 ہوں کہ اصل میں عوارض اور امراض کے تاثیروں کی مدد کہ روح ہی ہے
 ہم ہر ایک ذبیح اور انسان کو اسی حالت میں ذبیح اور انسان کہ سکتا ہے
 کہ جب اس میں روح موجود ہو اگر انسان کا اطلاق جسم پر ہے
 ہو سکتا ہے تو ضرور ہے کہ ہم بہت سے بہتر کے تصور یرون کو بھی
 انسان کہیں اگر بدن اور جسم میں کوی حستی مادہ ہوتا تو لازم تھا کہ
 بعد کھلانے روح کے ثابت اور قائم رہتا کیونکہ وہ تو روح سے الگ
 اور جدا تھا صرف جسم کے ساتھ ہی خاص تھا ضرور تھا کہ ابتدائی حالت کی
 طرح کہ جب جسم بیچ نکلی جسم کے ساتھ قائم رہتا مگر بعد نکلنے روح کے جسم
 میں کوی حستی مادہ نہیں پایا جاتا اس سے ہم استدلال کر سکتے ہیں کہ جسم میں
 کوی حستی مادہ مخلوق اور موجود نہیں ہے انسان جو جسم اور بدن کی وسط
 سے امراض اور عوارض کی تاثیروں کو معلوم کر لیتا ہے حقیقت میں وہ
 روح ہے کہ ذریعہ سے معلوم ہونے ہیں جب انسان کے جسم پر کسی جسم
 کی چوٹ لگتی ہے تو وہ روح پر سے لگتی ہے جب کوی تکلیف پہنچتی ہے
 تو روح کو ہی پہنچتی ہے روح کے نکلنے کے بعد اگر جسم کو ہزاروں
 تلوارین مارین خبر بھی نہیں ہوتی۔ جب کسی آدمی کا کوی عضو مندور ہو جاتا
 اور اس سے روح الدم نکل جاتی ہے تو اس عضو کو کسی تم کی تکلیف اور درد نہیں

معلوم نہیں ہوتا۔ مان یہ بات ضرور ہے کہ بعض امراض و عوارض بذریعہ جسم
روح پر موثر ہوتے ہیں ایسا سبب بعض امراض کو جسمانی امراض کے نام سے
موسوم کرنے میں ہم نے بھی ایسا سبب عوارض اور امراض کو دو قسم پر تقسیم کر دیا
ہے امراض اور عوارض جسمانیہ سے وہ امراض مراد ہیں جو کسی ایک جسم روح
پر اثر کرتے ہیں اور روحانی سے وہ عوارض مراد ہیں جو محض روحانی
طور پر موثر ہوتے ہیں۔ ذریعہ اور وسیلہ ہونا اور صورت سے اسے اور
بذاتیہ سے اسے اس کا مستعمل ہونا اور حالت۔ قوت حیالیہ جس قدر
امراض اور عوارض موثر ہوتے ہیں اون کا شمار اور حصہ اس کا ایک مشکل امر
ہے مگر مختصر طور پر چند حالتیں اور صورتیں معرض تحریر میں لائی جاتی
ہیں۔ جن سے دوسری صورتوں کی حالت اور مقدار بھی معلوم ہو سکتا
ہے۔ قوت حیالیہ بالعموم صورت مند رتبہ ذیل کے حدوث سے متاثر ہے اور
ماون ہو جاتی ہے۔ ۱۔ اگر کسی قسم کے اذیت اور تکلیف پہنچے ہوئے
۲۔ مغز میں مرض پیدا ہو جانے سے۔ ۳۔ ایسی بیماریوں کی حدوث
سے جو کلا یا جزاً اپنے اثر و داعی طاقتوں تک پہنچا سکیں یا جو
کم یا زیادہ داعی طاقتیں مستاذی ہوں۔ ۴۔ اکل و شرب کے عدم
اعتدالی اور بد پریشی سے۔ اول جب کسی آدمی کے سر کو
جو عشاء، رئیسہ ہیں سے ہو کسی قسم کی تکلیف یا اذیت پہنچتی ہے
تو باعث کہ قوت حیالیہ مغز میں قائم ہوتی ہے اس پر بھی اثر ہو جاتا
ہے اور اس طبعی رفتار اور تیزی میں جو خدا نے اوس میں رکھی ہوئی
ہے ایک مندرجہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے خیالات کی وسعت اور
مقدار کی حالت و مگر گون ہو جاتی ہے اگر کسی امر کی نسبت قوت متعجب

متوجہ ہوتی ہے تو ایک بیقراری اور اذیت کی صورت پیدا ہو
 جاتی ہے ہر پیداوی کو شش اور سعی کرتا ہے کہ اپنے خیالات کو وسعت
 دی لائن کچھ فائدہ نہیں ہوتا تو وہ اور غور سے اسی نازک حالت نمودار
 ہوتی ہے کہ انسان اوس سے بالکل تعلق قطع کر لیتا ہے۔ جب اومی کا
 متنازی اور اذیت زدہ ہوتا ہے تو قوت خیالیہ کو اس حدیث سے کہ
 وہ اوس میں داخل اور شامل ہے ساتھ ہی اذیت پہنچ جاتی ہے اور اوس
 کی اصلی رفتار میں فرق اور انقلاب واقعہ ہو جاتا ہے۔ مستنازی
 ہونے کی صورت میں قوت مذکور اپنی ذاتی وسعت کے اظہار پر کام
 یاب نہیں ہو سکتی۔ اور انسان کو کئے فستیم کے منافع کا متحمل ہونا پڑتا
 ہے۔ ووم۔ بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کے مغز میں
 کوئی عارضہ لاحق ہو جاتا ہے اور اس سبب سے قوت خیالیہ کی تیزی اور
 رفتار میں فرق آ جاتا ہے۔ ایسے عارضہ سے قوت مذکور کے طبعی اور
 وہابی کارروائی میں بہت جلدی فرق آتا ہے اور اسلئے کہ مغز میں ہی
 قوت مذکور کا محل ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی شے کا محل ماؤن
 ہو جاتا ہے تو شے کو بھی اذیت چھتی ہے حال اور محل میں ایک ایسی نازک نسبت
 ہوتی ہے جو تھوڑی سی تغیر اور تبدل کے ساتھ ہی موثر اور ظاہر ہو جاتی ہے
 اور جس سے حال کی اصلی صورت اور حالت میں فرق آ جاتا ہے جب انسان کا
 مغز ماؤن اور متنازی ہو جاتا ہے تو قوت خیالیہ نسبت اور عارضوں اور
 مرصون کے نہایت ناقص اور خراب حالت میں مبتلا ہو جاتی ہے کیونکہ
 یہ عارضہ اوس سے بہت ہی قریب ہوتا ہے کو یا اوسکی خاص ذات میں
 داخل ہوتا ہے قرابت عارضہ کی باعث طرح طرح کے استریٹین اور

حسرا بین پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ انسان ہر ایک خیال کے قبول اور پیدا کرنے سے ناچار اور مجبور ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر رینگر کا قول ہے کہ جب انسان کا مغز کسی عارضہ کے سبب ماؤن ہوتا ہے تو اس میں ایک ناطاقتی اور تحلیل پیدا ہو جاتا ہے جس باعث محسوسات کا عمدہ طور پر نقش نہیں بنتا۔ اور نہ انسان کی قوت خیالہ حس مشترک اور حواس خمسہ کے ذریعہ سے محسوسات اور صورتوں کے اقبال کی جانب میل ظاہر کرتی ہے۔ انسان ہر ایک خیال کو بارگراں سمجھتا ہے اور اسی بات بھی ناگوار گزرتی ہے تنہا ہی اور خاموشی کو دل سے پسند کرتا ہے تاکہ آفت زدہ مغز کو صدمہ اور تکلیف نہ پہنچے۔

سوم ۳۔ ماسوائے دماغی عارضوں اور امراض کے اور عارضوں اور مرضوں سے بھی بذریعہ دماغ قوت خیالیہ ماؤن اور متاؤن ہو جاتی ہے بقول ڈاکٹر رینگر کے کوئی ایسا عارضہ اور مرض نہیں ہے جو کلاً یا جزاً دماغ کو متاثر نہ کرے دماغ اور عصبنا کا آپس میں ایک ایسا واسطہ اور تعلق ہے کہ جیسا بدن کو حرارت سے ہوتا ہے جیسے حرارت سے بدن کو اطلاع اور خبر ہو جاتی ہے جیسے کسی عضو کے ہندونیسے دماغ متاثر ہو جاتا ہے ویسے ہی انسان کو تپ چڑھتی ہے دماغ کو تپ شہم کی تکلیف اور اذیت پہنچتی ہے پہرہ و ن ہو کش جو اس ہی گرمی سے ہیں۔ خیالات کا بذریعہ حواس خمسہ قبول کرنا اور اپنے طور پر پیدا کرنا تو دوسری بات ہے اپنے ذات اور بدن کی خبر نہیں رہتی علیٰ ہذا القیاس اور مرض بھی اس قدر نقصان رسان اور سخت پیدا ہو جاتی ہیں کہ دماغ بالکل متاؤن اور ماؤن ہو جاتا ہے اور قوت مذکور خیالات کے اقبال یا پیدا کرنے سے عاری ہو جاتی ہے حکیم علونجان اپنی یادداشت میں

لکھتے ہیں کہ جب انسان کے اعصاب میں ماسوائے دماغ کے کوئی مرض اور
 بیماری پیدا ہو جاتی ہے تو دماغ بوسطہ شرائن اور اعصاب مآدوں اور
 متاؤزی ہو جاتا ہے۔ اور مغز کی حالت ایک اتبر حالت ہو جاتی ہے اس
 سبب سے جتنی قوتیں اور طاقتیں دماغ میں یا اسکے متصل ہونے والے
 یا اس کے کسی قسم کا علاقہ اور واسطہ رکھتے ہیں متاؤزی اور مآدوں ہو کر
 اپنی ذاتی اور طبعی کارروائی سے رہ جاتے ہیں۔ چہارم عدم الاعتدال
 اور بد پرہیزی سے بھی قوت حیا لہ اپنی صحت کی پٹری سے اوتڑ جاتی
 ہے اور اوسمیں ایک ایسی خرابی ظہور پذیر ہوتی ہے کہ عمدہ حیالات
 کی جگہ رتوی اور واہی حیالات کو پیدا کرنی لگ جاتی ہے اور اس قدر
 سست اور کابل ہو جاتی ہے کہ معقول اور ضروری حیالات کا قبول
 یا پیدا کرنا ایک لغو فعل خیال کرتی ہے بہت سی ایسی غذا ہیں اور طبع میں
 جو بالذات اپنی تاثیرات اور امرجہ کے لحاظ سے طبائع انسانیتہ مخصوص
 دماغی کو مضر اور نقصان رساں ہیں ان کو کہا نہیں دماغی طاقتوں کو ضرر اور
 نقصان پہنچتا ہے اور دماغی طاقتوں کو منقوص ہونیسے قواعد دماغیہ مآدوں
 اور متاؤزی ہو جاتی ہیں حکیم جانیوس کا قول ہے کہ جب ان بڑی غذا ہیں اور
 گہا تاہو تو ان کی تاثیرات دماغی طاقتوں کو بہت جلدی ضرر اور نقصان پہنچاتی ہیں اور
 وہ ضرر رفتہ رفتہ تمام دماغی قوتوں میں بٹ جاتا جس سے قوتیں مآدوں ہو جاتی ہیں۔
 جیسا خراب اور مضر غذاؤں کو کہا نہیں دماغ کے ذریعہ سے دماغی طاقتیں
 متاثر ہو جاتی ہیں اسپر چیر عمده غذاؤں کی کمی یا زیادتی سے دماغ کو نقصان
 پہنچتا ہے جب کوئی آدمی نفس غذا کو بھی حد اعتدال سے گزر کر استعمال میں
 لاتا ہے تو اوس سے بھی بجائے فوائد کے نقصان اور مصائب ہی حاصل

ہوتے ہیں غذا اوسی حد تک مہیندا اور عمدہ خیال ٹیسا سکتی ہے کہ جب اوسکو
 ایک اعتدال سے استعمال میں لایا جاوے حد اعتدال سے گزرنا کسی ایک طرح پر ہے
 ایک تو غذا کا کم زیادہ کر دینا اور دوسرا اوسکی اصلی قوت اور حالت کو خراب
 کر کے استعمال میں لانا جیسا کسی غذا کی کمی اور زیادتی لفظان رساں ہے اس طرح اوس
 کا اصلی حالت سے بگاڑ کر استعمال میں لانا مضر ہے۔ منبر دوام۔

حس طرح جسمانی عوارض قوت خیالیہ پر موثر ہیں اس طرح چیر روحانی عوارض اور
 امراض وارو ہوتے ہیں اگرچہ روحانی مرض نے اندازہ میں مگر اونہیں سوا
 صرف چار مرض بیان کئے جاتے ہیں۔ عمی۔ زمانی۔ مکانی۔ صفائی۔

عوارض عمی کا بیان

قبل اسکے کہ غم کی تاثیرات کو بیان کیا جاوے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غم کی
 حقیقت اور تعریف لکھی جاوے۔ اہل فلاسفہ کے نزدیک غم اوس اندوہ اور حال
 کا نام ہے جسکو ساتھ رجا اور توقع نہ شامل ہو علما فلسفہ ذہنی کا اس بارہ میں اختلاف
 ہے اور مقدار واقعہ اور صدمہ کے مقدار پر منحصر ہوتا ہے جیسا صدمہ اور وقتہ
 ویسا ہی غم اگر واقعہ بڑا ہے تو علی ہذا القیاس غم بھی بڑا ہے اور اگر واقعہ چھوٹا ہے
 تو غم بھی چھوٹا ہے صدمہ دو قسم میں تقسیم ہے ایک صدمہ تو وہ ہے کہ ظاہری طور پر
 کسی اعضا سے مختص ہو جیسو گولی کا لگنا یا کسی مرض کا ہو جانا۔ اور ایک صدمہ
 وہ ہے کہ ایسا تو نہ ہو مگر کسی روحانی امر کے ہنور سے صدمہ پہنچا ہو۔ شوق اول کا
 صدمہ نسبت شوق دوام کو معنوم کے حق میں زیادہ لفظان رساں بہن ہے
 اور شوق دوام کا صدمہ ایک بڑا صدمہ ہے اور اوسکی کئی قسمیں ہیں مثلاً
 اونکے دو قسمیں بہت مشہور ہیں۔ سمعی۔ قیاسی۔ سمعی وہ ہے جو کسی کی
 ذریعہ سے کوئی ایسی بات سنی گئی ہو جسکی اسماع سے روح متاثر ہو جاوے

اور قیاسی وہ ہے کہ اپنے طور پر کسی امر کے حسن و جہ کے باعث خیال کیا اور
 باعث ادراک قباحت ششی قیاس کر وہ کے روح کو ایک صدمہ پہنچا ہو۔
 جب روح اور دل کو کسی قسم کا صدمہ پہنچتا ہے تو اس کا اثر دماغ کو بھی گہر لیتا ہے
 اس باعث قوت متخیلہ مادی ہو کر اپنی واجبی اور ضروری کارروائی سے روک
 جاتی ہے غم ایک ایسا ناماد مرض ہے کہ انسان کی زندگی کی چلتی ہوئی گاڑی کو
 بند کر دیتا ہے۔ قوت خیالیہ لطافت اور پاکیزگی کے باعث غم کے بڑے
 اثر و ن کو بہت جلدی اور آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور متنازعے ہو کر
 خیالات کے اقبال یا پیدا کرنے سے رہ جاتی ہے۔ حکیم ابو الحسن کا قول
 ہے کہ جب انسان کو کسی قسم کا غم لاحق ہوتا ہے تو اس کی روح اور دماغ
 اور دوسری قوتوں کے سامنے گویا ایک کثیف اور غلیظ بدلی پہا جاتی ہے
 اس سبب تمام قوتیں اپنی واجبی اور ضروری کارروائی کے کرنبیسہ متغیر ہو
 جاتی ہیں مخصوص قوت خیالیہ جس کو ہر ایک وقت جو اس جمنہ ظاہریہ کے
 معاونت اور مدد و درکار ہی نہایت ہی اہتر حالت میں ہو جاتی ہے جو اس جمنہ
 غم کو باعث بالکل ناکارہ اور مکدر ہو جاتی ہیں کسی خیال اور صورت محسوسہ کو قوت سن
 مشترک تک نہیں پہنچاتی۔ شب و روز غم لپیٹ ہی دھیان لگا رہتا ہے۔
 البتہ غم کے خیالات اور صورتیں اکثر نمودار ہوتی رہتی ہیں جب کوئی مغموم ہوتا
 ہے غم میں ہی ہوتا ہے اور جب اڑتا ہے غم کی چادر ہی اڑتی ہے اور ہوا کی سلاخ
 کسی دن کی صبح اور شام ایسی نہیں ہوتی جو فرحت اور خوشی میں گزری۔
 اور سپر کوئی ایسی گھڑی نہیں آتی جس کا کوئی منٹ با فرحت ہو اس لیے
 شخص کی زندگی عمون اور دکھوں میں بے گزر جاتی ہے انسانی قوت خیالیہ
 ہر چہ چاہتی ہے کہ عمون کو دور کر کے اور اور خیالات پیدا کرے اور جو اس

حمنہ سے مدد لے مگر عمون کی آندھی کچھ نہیں کرنے دیتی

عوارض زمانیکہ بیان

انسان کے قوت خیالیہ پر زمانوں کا تغیر تبدیل اور الٹ پلٹ بھی موثر ثابت ہوا ہے قبل از بیان آثار زمانہ ضرور ہے کہ اوس اعراض اور خدشہ کا جواب دیا جائے جو ورو آثار مذکور کی بابت کیا کرتی ہیں معترضین کا اعراض ہے کہ مثل فلاسفہ کے ماہرین اس امر کو مانتے ہیں کہ قوت خیالیہ قسم قسم کو خیالات پیدا یا قبول کر سکتی ہے گریا کہ مختلف خیالات کو مقبل اور موجود ہو زمانوں کا تغیر تبدیل معلوم کرنا سمجھنا خیالات مختلفہ کے ایک خیال ہے جسکو قوت متعینہ نے ذاتی طور پر پیدا کیا جس کو دوسرے لفظوں میں یون تغیر کر سکتی ہیں کہ وہ قوت خیالیہ کا عرض لازمی ہے جبکہ زمانوں کا تغیر تبدیل قوت خیالیہ سے بالاس تکرار مر بوط اور متعلق ہے تو اس صورت میں اوس کا قوت خیالیہ پر موثر ہونا مدلل نہیں ہو سکتا کیونکہ عوارضات شئی خواہ لازم بالذات ہوں خواہ عارض بالذات ذات شئی پر کسی صورت میں موثر نہیں ہو سکتی۔ الجواب ہم مانتے ہیں کہ قوت خیالیہ بذاتہ ہی خیالات کو پیدا کر سکتی ہے لیکن معترض صاحب کا یہ قانون کہ زمانوں کا تغیر تبدیل عرض لازمی ہونے کی سبب قوت خیالیہ پر موثر نہیں ہو سکتا ایک کمزور قانون ہے اگر معترض صاحب کو لفظ تاثیر کی تعریف معلوم ہوتی تو ایسا کمزور کلیتہ قائم نہ کرتی منسلک فلاسفہ والوں نے اپنی اصطلاح خاص میں تاثیر کی اس طرح پر تعریف کی ہے کہ تاثیر ایک ایسی عمل کا نام جس سے کسی قوت کے موجودہ حالت میں کسی قسم کا فرق اور انقلاب واقعہ ہو جاوے لہذا فرضنا کہ بقول معترض صاحب زمانہ کا تغیر تبدیل قوت خیالیہ کا عرض لازمی ہے تو بھی تعریف تاثیر کے رو سے سے کلیہ مذکور بالکل ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ اوس عرض لازمیہ سے بھی قوت خیالیہ کے

موجودہ حالت میں کچھ نہ کچھ فرق آجاتا ہو فاذا وقع الفرق بین حالتہا
 فنثبت ان تاثير العوارض علی ذات الشئ متحقق کان کلی و جزیا
 زمانوں کو تغیر کو آثار اور پر تو انسانی قوت خیالیہ پر وہ طرح سے موثر ہوتی ہیں ایک بذریعہ قوت
 سامعہ اور دوسری بوساطت قوت بصرہ جب عام طور پر انسانی پرانی حالتوں اور
 اوضاع اطوار میں اپنے طور پر یا کسی خارجی ریفا رمر کی کوشش اور سعی سے
 فرق آتا ہے تو اس وقت انسان کی قوت متخیلہ بذریعہ اور اکات الروح اور اس انقلاب
 کی بابت خیال کرتی ہے اور اسکی حالت میں پتہ کی طرح ایک گزیش اور حرکت
 پیدا ہو جاتی ہے جسکو حرکت منظر ابیہ سے موسوم کرتی ہیں گردش اور حرکت
 کے کرتے کرتے قوت خیالیہ ایک ایسی مرکز پر آکر ٹھہر جاتی ہے کہ وہ مرکز یا تو
 حالت منقلبہ کے بالکل موافق ہوتا ہے اور یا اس میں جنس بروی طور پر فرق
 پایا جاتا ہے در صورت حاصل ہونے پہلی صورت کو انسانی قوت خیالیہ
 بالکل حالت منقلبہ کے موافق کارروائی کرتے ہے اور در صورت
 پیدا ہونے دوسرے صورت کے قوت مذکور کے کارروائی
 متذبذب ہو جاتی ہے لکن میلان کے حالت جدید کی طرف ہی ہوتا
 ہے اسواسطے کہ حالت جدید بہ نحو اسے کل جدید لذید مطبوع
 طبائع اور مرغوب افرجہ ہوتی ہے۔ بذریعہ قوت باصرہ قوت خیالیہ پر
 اس طریق سے آثار تبدیل ازمنہ صا اور واقعہ ہوتی ہیں کہ جب انسان لوگوں
 کے پرانے اور دیرینہ حالتوں کو اپنی آنہوں کو سامنے متغیر اور متبدل دیکھتا ہے
 اور یقین کرتا ہے کہ دنیا کے لوگوں کے حالات اور اطوار اوضاع کی پوری پرانی
 جگہ سے اوکھڑا ایک نئی جگہ پر قائم ہوئی ہے تو اسکی قوت خیالیہ اپنی خیالی حالت پر
 بڑی احتیاط اور دوراندیشی سے نظر اور غور کرتی ہے اور دیکھتی ہے کہ میرے

طبعی خزانہ میں پیرائے مستم کے خیال کا سکہ بھی موجود ہو یا نہیں جب اپنی طبعی خزانہ کو پیرانی طرح کے خیالی سکون سے معمور اور بہر پور پافتی ہو تو اس کی حالت میں ایک طبعی گردش اور تجدید ہوتی ہے جس سے حسب مقدار گردش اور وزن حرکت کبھی ایک حالت اور کبھی دو حالتیں پیدا ہو جاتے ہیں یا تو بالکل نئی حالت کے مطابق کارروائی کرتی ہے اور یا اضطراب کے حالت میں رہتی ہے مثل فلاسفہ کے ماہرون کا قول ہے کہ زمانہ کا اولٹ پلٹ ہر ایک شخص کے قوت خیالیہ پر اثر کرتا ہے لیکن بعض لوگوں کی قوت خیالیہ میں جو انقلاب واقع نہیں ہوتا اسکا یہ باعث نہیں ہے کہ نئے زمانہ کی حالت نے کچھ اثر نہیں کیا بلکہ یہ موجب ہے کہ اونکے قوت خیالیہ بعض اسباب کے باعث زمانہ کے نیو پوسی کے قبول کر سنبھلا رہے ہیں کر سکتے عدم اظہار نئی حالت سے یہ لازم نہیں آتا کہ زمانہ نے اونکے قوت خیالیہ پر اثر نہیں کیا۔ نیچے کی واضح مثال دیکھو اور تسلی کرو۔ مثال۔ اگر کسی کثیف یا سلیٹ کپڑے کو کسی لطیف عرق یا کسی دوسری شے سے ترکیب جاوے تو ظاہر میں باعث کثافت اور غلاطت کپڑے کے وہ عرق وغیرہ معلوم نہ دیکھا یعنی اسکی حدیث حقیقی اور اثر تام ظاہر نہیں ہوگا گو اس کپڑے میں ظاہر طور پر عرق وغیرہ کا نشان نہ ملے مگر ہم ذات عرق کے لحوق سے انکار نہیں کر سکتے۔

عوارض مکانی کا بیان

جب طرح پر عوارض زمانی قوت متجددہ کے طبعی حالت پر اثر کرتے ہیں اس طرح پر عوارض مکانیہ مؤثر ہیں جب آدمی اپنے مکانوں میں بود و باش رکھتا ہے تو اسکی روح اور دل فرحت اور خوشحالی باعث ایک اعتدال پر قائم ہوتی ہے اور اسکی ذریعہ قوت خیالیہ ایک وسعت اور عمدگی سے خیالات کو قبول

یا پیدا کرتی ہے اور جب آدمی کثیف یا خراب مکانوں میں بو دو بائس لگتا ہے تو اسکی قوت متحیدہ مکان کی کثافت اور غلاطت کو باعث کثیف اور غلیظ ہو کر انہی طبعی فالصن کے پورا کرنے میں روک جاتی ہے مکانی غلاطت اور سکو مجبور کر دیتے ہے کہ کثیف خیالات پیدا کرے چھروٹی کے رہنے والے ایسے اسطو بد خیال اور بد اخلاق ہوتے ہیں کہ اون کے سکونتی مکانات کھایت خراب اور ناقص ہوتے ہیں اونکی تمام عادتیں اور خیالات اپنے مکانوں کے وضع پر ہے کثیف اور مکدر ہو جاتے ہیں اگر اون کو اون خراب اور غیر مصفا مکانوں سے نکال کر عمدہ مکانوں میں بسایا جاوے تو یقیناً اونکی خیالات اترے اور خرابی کے نامبارک چھوٹے سے بوریابندھانہا معقولیت اور عمدگی کے مبارک بنگلون میں بسیرا کریں اور اون کے غیر مہذب حالت مہذب اور شایستہ بن جاوے۔ اگر کوئی عمت راضن کرے کہ مکانی کثافت قوت خیالیہ پر بند ریوہ روح کیونکر موثر ہو جاتی ہے کیونکہ مکان کے غلاطت اجزائے مکان سے خاص ہے اور سکو ہماری روحوں سے کیا نسبت جواب اسکا یہ ہے کہ گو مکانی کثافت مکانی جزوں سے ہی خاص ہو مگر اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ انسانکی روح ایک مصفا شیشہ کی طرح ہو جس طرح پر شیشہ میں مکان کے نقشہ اور صورت کا عکس او ترا تا ہے اسبطر حیرات الروح میں مکانی کثافت کا عکس ہو جاتا ہے۔ قطع نظر مکانی کثافت کے جب آدمی کسی تنگ مکان میں بھی بو دو بائس اختیار کرتا ہے تو ہزاروں طرح کی حسرتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ انگریزی ڈاکٹروں نے مکانکی صفائی اور لطافت کو صحت انسانیکا جزو اعظم خیال کر رکھا ہے اپنے کہانی اور دوسرے مایحتاج کا پیچھے بند و بست کر نیکیے۔ مگر سب سے پہلے رہنے کے جگہ کی صفائی

اور لطافت کے لستخنیص کر لین کے ٹیسی یورپین کا ایسا مکان نہیں ہوگا
 جس میں خلافت اور کثافت پائی جاتی ہو۔ افسوس ہم انڈین کے مکانات
 مسکونہ بالعموم کثیف اور خراب ہوتے ہیں اسیو سطر اذکو طرح طرح کے بیماریاں
 اور عوارض لاحق ہوتے ہیں اور نسبت یورپین لوگوں کی خیالات بھی کموزن ہی
 ہوتے ہیں بہارہ ملک کے انجینرز کو بھی صفای کھپرن چنداں خیال نہیں۔

عوارض صفائی کا بیان

صفائی عوارض سے وہ عوارض مراد ہیں جو انسان کی اخلاق سے تعلق اور لگاؤ
 رکھتے ہوں۔ اخلاق کے بد اور بُری ہونیسے بھی قوت خیالیہ کے پاکیزگی
 اور لطافت میں فرق آجاتا ہے انسان کی بری صفتیں اور اخلاق ہمیشہ
 قوت خیالیہ کو اسی مریچبور کرتی ہیں کہ برے مذموم خیالات کو پیدا کرے
 جب انسان بُری لوگوں کی مجلس اور صحبت اختیار کر لیتا ہے اور ان کی راہے
 اور اخلاق کا مانوس اور غوگی رہ جاتا ہے تو اوسکی قوت خیالیہ کی طبع گریو
 بھی اوسی طریق پر چکر کھا جاتی ہے اچھو خیالوں کی جگہ معتوج اور مذموم خیالات
 کو پسند کرتی ہے اور اوسکی ذاتی وسعت اور سحرخی میں ایک ایسی
 تنگی اور کمی پیدا ہو جاتی ہے کہ صحیح اور معقول خیالات کا قبول
 یا پیدا کرنا ایک سخت اور دشوار امر دکھائی دیتا ہے جب معقول
 اور برستہ خیالات کے شکل دیکھتے ہے اوس کر بہت کے ہٹ
 جو برے لوگوں کے صحبت کا اثر ہوتا ہے متنفرد ہو کر اذکو قبول کریندے

باب پنجم

جس طرح پر خدا نے انسان کو طرح طرح کی قوتیں اور طاقتیں عطا کر رکھی ہیں
 اسی طرح انسان کے دل میں اودن طاقتوں کی تدبیر اور صلاح کا مسادہ

بھی پیدا کرو یا ہے انسان اپنی ذاتی قوتوں کو قواعد معینہ اور تدابیر مفیضہ کو استعمال سے جاوہ اعتدال پر قائم کر سکتا ہے اگرچہ قوت حیا لیبہ کی اصلاح کے قواعد اور تدابیر تو بہت ہیں مگر انہیں سے چند قواعد نمبر وار بیان کر دیے جاتے ہیں۔

قاعدہ نمبر اول

اس امر کا تجربہ ہو چکا ہے کہ انسان کے جسمانی اور روحانی قوتیں معتدل مشق اور استعمال سے رونق اور ترقی پکڑتے ہیں اور اونکو ایک جلا اور صنیا حاصل ہوتی ہے جس طرح پر انسان کا جسم بغیر ریاضت کے کمزور ہو جاتا ہے اس طرح پر قوتیں بلا مشق و استعمال ضعیف اور کمزور ہو جاتے ہیں قوتوں کے استعمال اور مشق سے مراد یہ ہے کہ اونکو بیکار نہ چھوڑا جاوے بلکہ مناسب اور وحی کام لیا جاوے۔ جب انسان اپنی ذاتی قوتوں کو بیکار چھوڑ دیتا ہے تو انہیں ایک کمزوری اور ضعف پیدا ہو جاتا ہے جس سے اونکی طبعی حالت کا نقشہ ایک تہی اور ہونڈی وضع پر کھینچ جاتا ہے قوت حیا لیبہ جس کو جو اس حمنہ اور سن مشترک سے مدد ملتی ہے اونکو صیور میں قوی اور صحیح رہ سکتی ہے کہ جب اونکو عمدہ طور سے کام میں لایا جاوے اور اوس سے وہ خدمت لیجاوے جو قدرت نے اونکو سپرد کی ہے سب سے بہتر ہے کہ ہماری جو اس حمنہ کی حالت صحیح اور درست ہے جب اونہیں کوئی نقص پیدا ہو فوراً اونکو ازالہ اور اصلاح میں کوشش کرنی چاہئے تاکہ اونکی صحت میں فرق نہ آوے بھر حال یہ امر نہایت لازمی اور ضروری ہے کہ قوت متخینہ کو بیکار نہ چھوڑا جاوے ٹھیک اعتدال پر خدمت لیننی چاہئے بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ قوت حیا لیبہ کو بیکاری کی حالت میں رکھ کر اتبر اور خراب کر دیتے ہیں جسکا نتیجہ ہوتا ہے کہ تمام مدت کے واسطے کمزور اور ناقص ہو جاتی ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک قوت کچھ مدت بیکار رہ چکے تو اوسکے حالت میں اس قسم کی کمزوری اور تہی

پیدا ہو جاتی ہے کہ تمام عمر تک اوسکی تاثیروں سے متاثر ہوتی رہتی ہے۔
 قوت خیالیہ کی ترقی اور آراستگی کے لئے یہ بات نہایت ضروری اور مناسب
 ہے کہ اوسکو معتدل اور معقول طور پر مصروف رکھا جاوے اور وہی خدمت
 لیجاوے اگر ایسا نہ کیا جاوے گا تو بہت منافع اور معائب ظہور پذیر ہونگی۔

قاعدہ نمبر سوم

ضرور اور مناسب ہے کہ قوت خیالیہ کو ایسی باتوں اور امور میں مصروف
 اور مشغول کیا جاوے کہ جو اپنی ذات اور تاثیرات میں مفید اور معقول ہوں
 جو اس حمنہ اور حس مشترک کی وساطت سے گو بہت سے امور اور صورتیں
 ہوتے ہیں۔ مگر وہ صورتیں اور امور تمام کے تمام ہی مفید اور معقول نہیں ہوتے
 اور ان میں بہت سی ایسی صورتیں اور امور بھی ہوتے ہیں جو محض عبث اور لغو
 ہوتے ہیں دل اور روح کو اذیت سے کچھ نفع اور فائدہ نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر تھامس صاحب کہتے ہیں کہ جب قوت خیالیہ کو معقول اور ضروری امور
 کے طرف سے باز رکھ کر غیر معقول اور غیر ضروری باتوں اور امور کی اقبال یا
 احداث کی جائے اغب اور مائل کیا جاوے گا تو اوسمیں ایک ایسی گردش اور حرکت
 پیدا ہو جائیگی کہ ضروری اور معقول امور کے گرد و ورہ کرنا بھی عبث اور
 لغو سمجھیں گی۔ اگر یہ منظور ہے کہ ہماری قوت متخیلہ ہٹیک مگر قائم اور ثابت
 ہے تو ضرور ہے کہ ہمیشہ معقولات اور ضروری امور پر لگا رہیں۔

قاعدہ نمبر سوم

جب اومی قوت خیالیہ کو معقولات اور ضروری امور میں مصروف کرنا ہی تو
 بعض وقت اوسمیں ایک ایسی کمزوری اور نا طاقتی پیدا ہو جاتی ہے کہ معقولات اور امور
 میں دخل دینا ایک تکلیف اور سختی قرار دیتی ہے اس وقت میں لازم اور واجب

کہ اوسکو قدر و آرام اور افاقہ دین اور وہی خدمت لینو سو باز رہیں جب اوسکی حالت افاقہ اور راحت سے حقیقی محور پر آجائیگی تو خود بخود عادتہ ششی یا امرترو کہ جو حاصل کر لینگے اگر ایسی حالت میں قوت متخینکہ کو آرام اور راحت نہ دی جائیگی۔
تو باعث عدم افاقہ اور اسسائش کی ایک بہاری انقلاب کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔
سہرے طرح پر اور قوتیں کام کرتے کرتے تھک جاتی ہیں اسپر صر قوت جنالیہ میں
تسلندی اور ماندگی پیدا ہو جاتی ہے جو اوسکی ذاتی تیزیکور و کدیستی سے۔

قاعدہ ممبر ہمارم

جب زمانہ کی پٹری اولٹجائے تو ضرور ہے کہ ہم اپنے قوت جنالیہ کو ایسی لالی
کے استحصال یا احداث کی طرف مائل کریں کہ جو زمانہ کو مطابق اور موافق ہو
اگر ہم اپنا نہ کریں گے تو ہماری قوت متخینکہ کہی بھی نہ حیالات اور معلومات
کو پسند نہ کریں گے اور عدم پسندیدگی سے ہماری بہتری اور بہبودی میں فرق
انیکا خطرہ ہے کیونکہ ہماری ذاتی بہتری اور بہبودی نہ تو زمانہ کو حیالات سے
اور مربوط ہے۔

قاعدہ ممبر ہمارم

لازم اور واجب ہے کہ مکانات مسکونہ اور پوشاک وغیرہ کو پاکیزہ اور صاف رکھنا
اور ہمیشہ اس امر پر زور رہے کہ ہماری رہنوی کی جگہ اور پہننے کا کپڑا صاف اور لطیف
ہے کپڑوں کی کثافت اور مکانات مسکونہ کی غلاطت قوت متخینکہ پر بہت جلدی
موثر ہو جاتی ہے اور قوت متخینکہ ایک تکرار اور غلطت کے باعث اپنے
حالت میں ضعیف اور کمزور ہو کر طبیعی اور ضروری کارروائی سے روک جاتی
ہے۔ دیکھو جو لوگ غلیظ کپڑے پہنتے ہیں اونسکے حیالات کس قدر ناقص
اور اتر ہوتے ہیں ہمارے بدنی کثافت اور مکانی غلاطت ہمارے قوت جنالیہ
چند ہی دنوں میں منقوص اور خراب بنا دیتے ہے ہمکو ہر ایک وقت

لحاظ رکھنا چاہئے کہ ہماری بدنی کثافت اور مکانی غلامت قوت متخیلہ پر مؤثر
اور کامیاب نہ ہو جاوے۔

قاعدہ ہشتم

انڈیا اور اطعمہ کے عدم اعتدالی اور بد پرھیزی بھی ہماری قوت متخیلہ کے حقیقی
حالت کو ایک ناقص اور بری حالت سے بدل سکتی ہے انسان جو غذا میں
اور کھانے ٹہانے میں اور سب کی تاثیر میں شران کے رستہ سے سارا دنیائے
قوتوں پر ٹب جاتی ہیں اگر وہ تاثیر میں اپنی ذات میں عمدہ اور مفید ہونے میں
تو قوتیں اپنے مرکز پر ثابت اور قائم رہتے ہیں اور اگر مضر اور نقصان سنان ہونے
میں تو طاقتوں کو بھی کئے ایک قسم کے نقصان اور ضرر پہنچتی ہیں حکیم علوی
کا قول ہے کہ بری غذا میں اور طعام مفید اور اچھی غذاؤں کے بہت جلدی
اور تندی سے اپنے اثر و ن کو ظاہر کرتے ہیں اور مخصوص قوت خیالیہ کو
جس کا سکون اور مقروضی کا مقرب ہے بہت ضرر اور نقصان اوٹھانی پڑتے ہیں
دیکھو جب ہم کوئی فاسد اور بری غذا کھاتے ہیں تو رات کو ہمیں کیسی روی
اور فاسد خواب آتے ہیں طبیعیوں نے فرما کر لیا ہے کہ روی اور وہیات خواب
مفسد اور برے غذاؤں کا نتیجہ ہے قطع نظر حالت نومب کے حالت
بیداری میں بھی ایسی روی اور وہیات خیالات پیدا ہوتے ہیں
کہ سونے والے بھی ٹھہرون اور چپکیوں میں اوڑاسے ہیں۔

جیسا غذاؤں کے فاسد اور برے ہونے سے قوت خیالیہ کے
حالت میں منسرق آجاتا ہے اس طرح پر غذاؤں کے عدم اعتدالی سے
مبلا راج پیدا ہوتے ہیں۔ پس لازم اور ضروری ہے کہ
عدم اعتدالی سے بھی احتراز اور احتساب کیا جاوے

تاکہ قوت خیالیہ پر ایک قسم کے لغزش اور قیاحت سے مصنون اور ماسون رہے

التماس بخدست فیصد رحبت ناظرین رسالہ مرآة الخیال
مصنف عاجز بصدق دل و بجمال عجز و ادب گزارش پذیر اور عرض
پر واز ہے کہ اگر اس رسالہ میں کسی قسم کی لغزش اور غلطی
ملاحظہ فرماویں تو عوض نکتہ چینی کے اسکی اصلاح فرماویں
کیونکہ ایک تو انسان بقاضاے بشریت بخواہے
الانسان مکرکب من اخطاء والنسیان

سہو اور خطا سے مصنون اور ماسون نہیں۔ اور دوسرے
یہ کہ میں اپنے آپ کو عالموں اور فاضلوں میں شمار کرتا نہیں
کہ مجھ کو اپنے غلطیوں کا اندیشہ نہ ہو میں بے لیاقتوں میں آپ کو
اول درجہ کا شمار کرتا ہوں فقط

خاصۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ اندون بیہ رسالہ عجیبہ لینے مرآة الخیال
ترجمہ منطل فلاسفہ اہتمام سے خلیل تاجران زیمان جناب الحاج
ملا نور الدین بن جیو خان صاحب تاجر کتب و مالک مطبع
حیدری و صفدری کے نہایت صحت و انتظام کے ساتھ تیار بیج
دہم ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ ہجری سے مطابق بستی و سوم ماہ اکتوبر ۱۹۸۱ء
مطبع صفدری واقع بمبئی میں چھپ کر شایع کی گئے
اللہ تعالیٰ مقبول انام فرماوے آمین